عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوة

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۸ | ۱۸ تا ۲۴ شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۳۸

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ

ظہور امام مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام

قادیانی دجال

گفتگو اور ہنسی مذاق میں احتیاط

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.o
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

مولانا سعید احمد جلال پوری

ترکہ کے مکان کی تقسیم

منظور عالم، کراچی

س:......جس مکان میں میرا قیام ہے وہ والد مرحوم کے نام ہے اوران کی ملکیت ہے، اس کی نچلی منزل والد صاحب مرحوم کے پیسوں سے بنی ہے اور کاغذات وغیرہ بھی انہی کے نام ہیں۔ اس کی پہلی منزل میں والد صاحب مرحوم کا پیسہ بھی لگا ہے اور میرے بھائی منتخب عالم کا بھی پیسہ لگا ہے، پھر اس کے بعد اس منزل کی تزئین وآرائش میں نے کروائی ہے اور آج کل اس میں میرا ہی قیام ہے، اس کی دوسری منزل پر دو کمرے اور اسٹور، غسل خانہ اور بیت الخلا میں نے اپنے پیسوں سے تعمیر کرایا ہے، ظاہری بات ہے کہ یہ مکان میرے ترکہ میں شامل نہیں ہوگا، اس میں تو میری والدہ اور میرے علاوہ ۳ بھائی اور دو بہنوں کا بھی حصہ ہوگا۔ راہنمائی فرمائیں اس وقت ہمارا دینی شعور اتنا بیدار نہیں ہوا تھا کہ ہم اس کا حساب رکھتے کہ کس کا پیسہ کتنا لگا ہے؟ خاص طور پر اوپر کی پہلی منزل اور دوسری منزل میں؟

ج:......آپ کا خط پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا وآخرت کی راحتیں نصیب فرمائے اور آپ کے فیوضات اپنے خاندان کے لئے ذریعہ عافیت بنائے۔ آمین۔

اب آپ کے مسئولہ سوالات کا جواب حسب ذیل ہے: آپ نے اپنے والد صاحب کے جس مکان کا تذکرہ کیا ہے، ظاہر ہے وہ والد صاحب کا ہے اور ان کے نام پر ہے اور اس کی پہلی منزل یا گراؤنڈ فلور ان کی رقم سے تیار ہوئی ہے تو وہ والد صاحب کی میراث کے طور پر والدہ اور آپ بہن، بھائیوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ ۱/۸ والدہ کا اور باقی بھائی بہنوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر بھائی کو دوہرا اور ہر بہن کو اکہرا ملے گا۔ چونکہ آپ نے اور ایک دوسرے بھائی نے اس کی دوسری یا تیسری منزل یا تزئین وآرائش پر رقم لگائی ہے اور آپ حضرات کے پاس اس کا کوئی حساب بھی نہیں ہے تو باہمی اتفاق سے جو طے ہوجائے، والد کی جائیداد کے حصہ میں آپ حضرات کو جتنا آرہا تھا، اس میں مزید اضافہ کرکے آپ لے لیں اور ظاہر یہی ہے کہ اس میں باہمی رضامندی ہی سے کام لینا ہوگا۔

دکان اپنی بیوی کو گفٹ کرنا

س:......گلستان جوہر کے ایک کاروباری مرکز میں میری ایک چھوٹی سی دکان ہے جو میرے نام ہے اور اس کے کاغذات بھی میرے نام ہیں لیکن ابھی لیز نہیں ہوئی۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں ہی اس کو اپنی اہلیہ کے نام کردوں تاکہ میری وفات کی صورت میں میری اہلیہ کو دنیوی اعتبار سے ایک سہارا ہوجائے، حالانکہ اصلی سہارا تو اللہ رب العالمین ہی ہیں وہ چاہیں تو اسے کرائے پر دیں یا پھر میری وفات کی صورت میں بیچ کر میرے تین غیر شادی شدہ بیٹوں کی شادی کا سامان کریں؟ اس سلسلے میں بھی راہنمائی کریں۔

ج:...... زندگی میں آپ اپنی جائیداد کے مالک ومختار ہیں، اس میں سے جس کو جتنا دینا چاہیں دے سکتے ہیں، بشرطیکہ دوسرے وارثوں کو محروم کرنے کی نیت نہ ہو۔ نیز اس کا بھی خیال رہے کہ کسی کو زیادہ دینے سے کسی کی دل شکنی بھی نہ ہونی چاہئے، بہرحال آپ اپنی یہ دکان اہلیہ کو گفٹ کرسکتے ہیں۔

پلاٹ بیٹی کے نام کرنا

س:...... میں نے ایک سوسائٹی میں ایک پلاٹ لیا ہے جس کے پیسے میں نے ادا کئے ہیں، لیکن ابھی ٹرانسفر (منتقلی) میرے نام نہیں، میں چاہتا ہوں کہ اس کو اپنی بڑی بیٹی جو بدقسمتی سے طلاق پاچکی ہے اور اس کی ایک بیٹی بھی ہے، اس کے نام کردوں؟ اس سلسلے میں بھی آپ سے راہنمائی کا طالب ہوں۔

ج:......کیا دوسرے بچے یا بچیاں اس کو بلاوجہ ترجیح سے یا زیادتی سے تعبیر تو نہ کریں گے؟ نیز یہ بھی دیکھیں کہ آپ نے ان صاحبہ کو پلاٹ دے دیا تو آپ کی وفات کے بعد وہ دوسرے وارثوں کے ساتھ آپ کی جائیداد میں حصہ دار بھی رہیں گی؟ کہیں اس وقت دوسروں کو اس پر شکایت نہ ہو، بہرحال آپ زندگی میں مالک مختار ہیں، جس اولاد کو یا کسی وارث یا غیر وارث اس کی کسی ضرورت یا خدمت کے معاوضہ میں یا مالی ضعف کے تحت کچھ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، مگر بہتر ہے کہ اگر کسی کو دینا ہو تو اس کے بقدر دوسروں کو بھی اسی قدر دیں، ورنہ بصورت دیگر اللہ کی تقسیم پر راضی رہیں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۱۸تا۲۴ شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۸تا۱۵ اکتوبر ۲۰۰۹ء شمارہ:۳۸

اس شمارے میں!

اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
ظہور امام مہدی و نزول عیسیٰ علیہ السلام	۷	مولانا قاضی احسان احمد
سید الشہداء حضرت حمزہؓ	۱۰	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
گفتگو اور ہنسی مذاق میں احتیاط	۱۵	مولانا عبدالواحد مدظلہ
ایک مظلومانہ شہادت اور ہماری بے حسی	۱۷	محمد قاسم مجاہد
قادیانی جال	۱۹	اعجاز احمد خان سنگھانوی
خبروں پر ایک نظر	۲۴	ادارہ

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھری
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھری
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینی
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک- ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

مصائب پر صبر کرنا

یہاں تکلیف سے سکرات موت کی تکلیف مراد ہے، مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ چونکہ بہت ہی بلند تھا، اس لئے دیگر تکالیف کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکرات کی تکلیف بھی دُوسروں سے زیادہ تھی، مگر یہ تکلیف جسدِ مبارک کو تھی، جبکہ رُوح مبارک لقائے الٰہی کے اشتیاق میں بے چین اور مشاہدۂ الٰہی میں مستغرق تھی۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نزع کے وقت اگر کسی کو بظاہر زیادہ تکلیف ہو تو یہ اس کے غیر مقبول ہونے کی دلیل نہیں، اگر کسی کی رُوح بظاہر آسانی سے نکل جائے تو یہ اس کے مقبول ہونے کی علامت نہیں۔ الغرض! ظاہری شدّت کے کم و بیش ہونے کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ اصل اعتبار اس وقت رُوحانی شدّت و راحت کا ہے، جس کا ادراک ہم لوگ ان آنکھوں سے نہیں کر سکتے، اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ وَغَمَرَاتِ الْمَوْتِ۔

یہاں تکلیف سے سکرات موت کی تکلیف مراد ہے، مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ چونکہ بہت ہی بلند تھا، اس لئے دیگر تکالیف کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکرات کی تکلیف بھی دُوسروں سے زیادہ تھی، مگر یہ تکلیف جسدِ مبارک کو تھی، جبکہ رُوح مبارک لقائے الٰہی کے اشتیاق میں بے چین اور مشاہدۂ الٰہی میں مستغرق تھی۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نزع کے وقت اگر کسی کو بظاہر زیادہ تکلیف ہو تو یہ اس کے غیر مقبول ہونے کی دلیل نہیں، اگر کسی کی رُوح بظاہر آسانی سے نکل جائے تو یہ اس کے مقبول ہونے کی علامت نہیں۔ الغرض! ظاہری شدّت کے کم و بیش ہونے کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ اصل اعتبار اس وقت رُوحانی شدّت و راحت کا ہے، جس کا ادراک ہم لوگ ان آنکھوں سے نہیں کر سکتے، اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ وَغَمَرَاتِ الْمَوْتِ۔

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء علیہم السلام کی، پھر جو ان سے قریب تر ہو، پھر جو ان سے قریب تر ہو۔ آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے، پس اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہو تو اس کی آزمائش بھی کڑی ہوتی ہے، اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو اسے اس کے دین کی بقدر آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پس آزمائش بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے یہاں تک کہ اس کو ایسا کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر ایسی حالت میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۶۴)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مصیبت ہمیشہ مؤمن بندے اور مؤمن بندی کے ساتھ رہتی ہے، اس کی ذات میں بھی اور اس کی اولاد میں بھی اور اس کے مال میں بھی، یہاں تک کہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۶۴)

آزمائش سے مراد وہ آلام و مصائب ہیں جو اس دارالمحن میں آدمی کو پہنچتے ہیں، اس حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ: یہ آزمائشیں سب سے زیادہ انبیائے کرام علیہم السلام پر ڈالی جاتی ہیں، پھر درجہ بدرجہ اولیاء و صلحاء پر، جتنا کسی کا دین مضبوط اور عنداللہ اس کا مرتبہ بلند ہو، اسی قدر اسے آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو صبر و استقامت اور شکر و صبر کی توفیق دے دیتے ہیں، اس سے اس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور خطاؤں کا کفارہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ تمام خطاؤں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ مصائب و آلام حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیاء و صلحاء پر بھی آتے ہیں اور فساق و فجار پر بھی، ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مقبولانِ الٰہی پر مصائب کا آنا بطور تطہیر و آزمائش ہوتا ہے، جس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں اور بھول چوک کی وجہ سے (جو لازمۂ بشریت ہے) ان سے سرزد ہونے والی خطاؤں کا کفارہ ہو جاتا ہے، اور وہ ہر قسم کے گرد و غبار اور میل کچیل سے پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس فساق و فجار پر جو مصائب آتے ہیں وہ شومیٔ اعمال کی بنا پر بطور عقوبت ہوتے ہیں، اگرچہ دارالجزاء تو آخرت ہے مگر حق تعالیٰ کی رحمت اس کو مقتضی ہوئی کہ عذاب و سزا کا کچھ نمونہ دُنیا میں بھی دکھلا دیا جائے تاکہ لوگوں کو توبہ و انابت اور رجوع الی اللہ کی توفیق ہو۔

(جاری ہے)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور اس کے مخالفین کو ہدایت نصیب فرمائے، اگر ان کے مقدر میں ہدایت نہیں تو ان کے ناپاک عزائم اور وجود سے زمین کو پاک فرمائے اور پاکستان واہالیانِ پاکستان کو ان کے شر وفساد سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

آج کل اخبارات پڑھنا اپنے آپ کو روگ لگانے اور نفسیاتی مریض بنانے کے مترادف ہے۔ ہمارے اسلاف واکابر اور ارباب سلوک واحسان فرمایا کرتے تھے کہ اخبارات نہ پڑھے جائیں، کیونکہ اس کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوتا ہے، پہلے اس کی حکمت سمجھ میں نہیں آتی تھی، لیکن جب سے کچھ ہوش آیا ہے، اب اکابر کے ارشادات کی حکمت سمجھ آنے لگی ہے۔ عام طور پر لکھنے پڑھنے والوں کی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ اخبارات وجرائد پڑھا کریں اور پیش آمدہ مسائل اور شکوک وشبہات پیدا کرنے والوں کے اشکالات واعتراضات اور باطل اوہام وخیالات کا جواب لکھ کر نئی نسل اور سیدھے سادے مسلمانوں کے قلوب واذہان کو پراگندگی سے محفوظ کرنے کی اپنی سی کوشش کیا کریں۔

ان ہر دو پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک طرف اگر راقم نے اخبارات کی عمومی خاندگی سے کنارہ کشی کی روش اپنانے کی کوشش کی تو دوسری طرف احباب کے توجہ دلانے پر کسی اہم مسئلہ پر انٹ شنٹ لکھنے اور حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً اخبارات دیکھنے کی اذیت بھی برداشت کرنا پڑتی ہے۔

بحمداللہ! ماہ مبارک میں تو اخبار بینی سے پرہیز کے اصول پر عمل رہا۔ اس لئے اخبارات کی لاف گزاف سے کسی حد تک محفوظ رہا۔ مگر سوئے اتفاق کہ جیسے ہی عید کے بعد اخبار دیکھا تو بے چین ہوگیا، چنانچہ روزنامہ نوائے وقت ۲۶ ستمبر ۲۰۰۹ء کی ایک خبر دیکھ کر بہت ہی قلق واضطراب ہوا کہ ہمارے ملک، اس کی ایٹمی صلاحیت اور اس کو ایٹمی صلاحیت سے سرفراز کرنے والوں کے بارہ میں کیا کچھ منصوبہ بندی اور سازشیں ہو رہی ہیں؟ لیجئے آپ بھی پڑھئے:

''امریکا کا اصل ہدف پاکستان کے ایٹمی اثاثے ہیں: ڈاکٹر قدیر

لوگر بل میں پاکستان اور امریکا نے میرے بارے جو طے کیا اس سے لاعلم ہوں

بلیک واٹر ایجنسی میرے گھر کے قریب آ گئی ہے تو حکومت ہر شہری کی حفاظت کرے

اسلام آباد (اسپیشل رپورٹ) میں تو صرف ایک مہرا ہوں امریکا کا اصل ہدف پاکستان کے ایٹمی اثاثے ہیں، کیری لوگر بل میں مجھ سے متعلق شرط کے خاتمے کو حکومت اگر اپنی کامیابی سمجھتی ہے تو میں اس بارے میں اندرونی تفصیلات نہیں جانتا، میرے علم میں نہیں ہے کہ میرے متعلق امریکی اور پاکستانی حکومتوں میں کیا معاملہ طے پایا ہے، حالانکہ چند روز پہلے امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے میرے خلاف بیان آیا تھا کہ میں ابھی بھی خطرناک ہوں۔ نوائے وقت سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالقدیر خان

کا کہنا تھا کہ امریکا سمیت پاکستان مخالف قوتوں کا اصل مقصد پاکستان کو ایٹمی ہتھیاروں سے محروم کرنا ہے، کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ کسی بھی اسلامی ملک کے پاس ایٹمی ہتھیار ہوں کیونکہ اس سے مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کی بالادستی کو براہ راست خطرہ ہے۔ اسلام مخالف عالمی قوتیں پاکستان اور ایران سمیت دیگر اسلامی ممالک کو زیر تسلط رکھنا چاہتی ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ مغربی میڈیا میں پہلے میرے خلاف پروپیگنڈا عروج پر تھا، تاہم اب میری افادیت میں کمی کی صورت میں وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے دیگر اہم کرداروں کو نشانے پر رکھ سکتے ہیں۔“

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۲۶ ستمبر ۲۰۰۹ء)

اس کیری لوگر بل یا معاہدہ کے کیا مقاصد ہیں؟ اور ہمارے بزرجمہروں نے ذاتی مفادات پر کن کن ملکی مفادات کو قربان کیا ہے؟ اس ملک کے خلاف درپردہ کیا سازشیں زیر غور ہیں؟ اور امریکی امداد کن شرائط پر آرہی ہے؟ اور آئندہ ان کے نشانہ پر کون کون ہیں؟ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی قربانی کے بعد اب کس کس ملکی ہیرو کو بے دست و پا کیا جائے گا؟ یا وہ کون کون سے ”مجرم“ ہیں، جو امریکا بہادر کی آنکھ میں کھٹکتے ہیں؟ اور ان کو ٹھکانے لگانے یا ان کے ملک و ملت پر مبنی منصوبوں اور ذہنی، قلبی اور فکری سوچوں پر قدغن لگانی ہے، یا ان کو ماؤف کرنے کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے؟

خاکم بدہن اب کس کو قربانی کا بکرا بنا کر امریکا اور اس کے اتحادیوں کی خوشنودی حاصل کی جائے گی؟ یہ سب کچھ ابھی تک پردہ اخفا میں ہے۔ تاہم جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے اس بیان سے اتنا تو واضح ہے کہ یہ طرز عمل اگر ملکی ہیروز کے لئے خطرہ کا الارم ہے تو اس کی زد سے عوام، ارباب اقتدار اور خود ملک بھی مامون و محفوظ نہیں ہے۔

اس تکلیف دہ صورت حال کا شاید کسی کو ادراک نہ ہو اور وہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرکے اپنے آپ کو بلی کی زد سے محفوظ سمجھتے ہوں تو یہ ان کی حماقت ہے۔ امریکا کی اس دراندازی کا نتیجہ ہے کہ اب ملک میں لادین قوتیں باغیان اسلام، خصوصاً قادیانی کھل کر اپنی سازشوں میں مصروف ہیں۔

ممکن ہے ہمارے ”بڑے“ اور ارباب اقتدار سمجھتے ہوں کہ قادیانیت کا مسئلہ صرف ملاؤں کا ہے اور وہ ملک و قوم کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، نہیں نہیں یہ ان کی بھول ہے، اس لئے کہ قادیانی اس ملک، قوم، اس کے مفادات اور قانون کے خلاف اُدھار کھائے بیٹھے ہیں، وہ اس دن کی انتظار میں ہیں جب وہ اس قلعہ اسلام کو ڈھا کر اس کے ملبہ پر اکھنڈ بھارت کی بلند و بالا عمارت تعمیر کریں، یہ ان کی دلی خواہش اور دیرینہ منصوبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی پاکستان میں اپنے مُردوں کو امانتاً دفن کرتے ہیں اور ان کا ہر بڑا مرتے وقت یہ وصیت کر جاتا ہے کہ جب ملک ٹوٹ جائے تو ہماری ارتھی کو قادیان منتقل کردیا جائے۔ قادیانی اکھنڈ بھارت منصوبہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں، تاہم قادیانی اغراض و مقاصد اور منصوبے ملاحظہ ہوں:

”ہمیں خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے دنیا میں کھڑا کیا ہے کہ ہم بادشاہتوں کو الٹ دیں حکومتوں کو بدل دیں اور سلطنتوں میں انقلاب پیدا کردیں، اور پھر ان بادشاہتوں، حکومتوں اور سلطنتوں کی جگہ نئی حکومتیں اور نئی سلطنتیں قائم کریں، اور دنیوی حکومتوں کو اپنے ماتحت لاکر انہیں مجبور کریں کہ وہ اس تعلیم کو جاری کریں جو اسلام (قادیانی اسلام... ناقل) دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔“

(ارشاد: میاں محمود احمد صاحب، مندرجہ اخبار الفضل، ج:۳۴، نمبر۲۴۹، مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

آخر میں پھر ہم اپنے اضطراب اور پریشانی میں قارئین کو شریک کرتے ہوئے ان سے درخواست کریں گے کہ وہ ملک و قوم اور دین و مذہب کی حفاظت کے لئے بیداری کا ثبوت دیں، ورنہ اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ ہماری غفلت و کوتاہی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک، قوم اور اسلام دشمن یا مفادات و اغراض کے بندے ملک و قوم اور دین و مذہب کا سودا نہ کردیں۔

واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ظہورِ امام مہدیؓ، خروجِ دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

مولانا قاضی احسان احمد

قرآن کریم، احادیث طیبہ اور جمہور علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں، ایک مقررہ وقت پر قیامت کا برپا ہونا ثابت ہے، اس کے وقوع کا حتمی وقت، دن، ماہ وسال تو رب کریم کے علم میں ہے مگر رسول برحق، امام الانبیاء، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں اس کی نشانیاں واضح طور پر ارشاد فرمائی ہیں۔ جیسے جیسے ان نشانیوں کا ظہور اور وقوع ہوتا چلا جائے گا قیامت کا وقوع قریب تر آتا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے رونما ہونے والی چھوٹی اور بڑی نشانیاں بیان کی ہیں، قرب قیامت میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول، سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور، یہ اہم ترین علامات ہیں، چنانچہ سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق ارشادات نبوی اور تاریخ کے تناظر میں چند ایک ضروری باتیں سپرد قلم کی جاتی ہیں جن کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق ایک مسلمان کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے پہلے عرب اور شام میں ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عروہ ذکر کیا جاتا ہے، یہ سادات کا قاتل ہوگا، شام اور مصر کے نواح میں اس کا حکم رائج ہوگا، اسی دوران بادشاہ روم کی نصرانیوں کے ایک فرقے سے جنگ ہوگی اور ایک سے صلح ہوجائے گی، جنگی فریق قسطنطنیہ پر قابض ہوجائے گا۔ روم کا بادشاہ قصر خلافت کو خیر باد کہہ کر شام آپہنچے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی مدد سے اسلامی فوج ایک بہت بڑی جنگ اور تصادم کے بعد فریق مخالف پر غلبہ اور فتح حاصل کرے گی، دشمن کو شکست اور ہزیمت دینے کے بعد جس فریق سے صلح ہوئی تھی ان میں سے ایک آدمی صلیب کی تعریف اور فتح کا مدار صلیب کو ٹھہرائے گا اور لشکر اسلامی میں سے ایک فرد اس کی تکذیب کرے گا اور مار پیٹ کرے گا اور اس بات کا اظہار کرے گا کہ دین اسلام ہی غالب آیا ہے اور فتح کا باعث بھی اسلام ہی بنا ہے، دونوں اپنی اپنی فوج اور رفقاء کو پکاریں گے جس کی بنا پر لڑائی شروع ہوجائے گی، مسلمانوں کا بادشاہ شہید، عیسائی شام پر قابض اور دونوں گروپ اکٹھے ہوجائیں گے باقی ماندہ مسلمان مدینہ منورہ چلے جائیں گے، مسلمان اپنے امام یعنی مہدی علیہ الرضوان کی تلاش میں ہوں گے۔

مہدی علیہ الرضوان اس صورت حال کے وقت مدینہ منورہ کی مبارک سرزمین پر ہوں گے مگر ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے اس عظیم الشان منصب کے لئے نہ چن لیں مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہوجائیں گے، دوسری طرف وقت کے قطب، ابدال اور اولیاء کرام بھی آپ کی تلاش میں سرگرداں ہوں گے، بعض جھوٹے مہدی بھی سامنے آئیں گے، امام مہدی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوں گے، طواف جاری ہوگا، مسلمانوں کی ایک جماعت آپ تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گی اور آپ کو پہچان لے گی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے گی اور بوقت بیعت آسمان سے آواز آئے گی: ”ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی فاستعملو له واطیعوا“ اس اعلان آسمانی کو حرم کعبہ میں موجود تمام عام وخاص افراد سنیں گے، اس وقت آپ کی عمر چالیس سال ہوگی۔

جیسے ہی خلافت اور امام مہدیؓ کے ظہور کی خبر عام ہوگی اور شہرت حاصل کرے گی تو مدینہ کی افواج آپ کی طرف مکہ مکرمہ کا سفر کریں گی اور آپ کے لشکر سے مل جائیں گے، اب یہ خبر اسلامی دنیا میں پھیل جائے گی تو خراسان کا ایک شخص بہت بڑا لشکر لے کر آپ کی مدد کے لئے روانہ ہوگا دوران سفر بہت سے عیسائیوں اور بدمذہب لوگوں کو قتل کرے گا، اس لشکر کی کمان منصور نام کا آدمی کر رہا ہوگا، وہ سفیانی جو سادات کا دشمن اور قاتل ہوگا، یہ اس فوج اور امام مہدی کے مقابلہ کے لئے اپنی فوج اور لشکر روانہ کرے گا، یہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پہاڑ کے دامن میں قیام کرے گا تو قدرت الٰہی ان سب کو اسی مقام پر زمین میں دھنسا دے گی اور قیامت کے روز ہر ایک اپنی نیت پر کھڑا کیا جائے گا، اس پورے لشکر میں سے صرف دو آدمی ایسے ہوں گے جو زمین میں نہیں دھنسیں گے وہ بچ جائیں گے ان میں سے ایک امام مہدیؓ کو اور دوسرا سفیانی کو اس واقعہ کی

اطلاع دے گا۔

جب عیسائی اس لشکر کے اس طرح زمین میں دھنس جانے کی اطلاع سنیں گے تو اپنی عیسائی فوج کو چاروں اطراف سے جمع کرنے میں لگ جائیں گے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر جمع کر کے مہدی علیہ الرضوان کے مقابلہ کے لئے شام میں جمع ہوجائیں گے۔ لشکر میں موجود کل سپاہیوں کی تعداد چوراسی ہزار ہوگی، لشکر میں ستر جھنڈے ہوں گے یعنی لشکر ستر دستوں پر مشتمل ہوگا اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار فوجی ہوں گے، ادھر امام مہدی علیہ الرضوان مکہ مکرمہ سے رخت سفر باندھ کر مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوں گے، روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دیں گے اور پھر اپنا رخ ملک شام کی طرف کریں گے، قریب دمشق عیسائی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اس حال میں کہ ایک طرف عیسائیوں کا اتنا بڑا لشکر اور دوسری طرف مہدی علیہ الرضوان کی جماعت قلیلہ۔ مہدی علیہ الرضوان کا لشکر تین قسم کے لوگوں میں بٹ جائے گا۔

ایک حصہ تو عیسائیوں کے اتنے بڑے لشکر کے خوف سے بھاگ نکلے گا، رب کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں فرمائیں گے، کچھ شہید ہوجائیں گے اور وہ شہدائے بدر و احد کا درجہ حاصل کریں گے باقی ماندہ لشکر مہدی کے جاں نثار فتح یاب اور سرخرو ہو کر لوٹیں گے اور ہمیشہ کے لئے کامیاب ہوجائیں گے۔

اگلے روز امام مہدیؓ اور ان کی جماعت یہ عہد کر کے نکلے گی کہ میدان جنگ فتح کر کے آئیں گے یا جام شہادت نوش کریں گے یہ مقدس جماعت تمام شہید ہوجائے گی، امام مہدیؓ قلیل جماعت کے ساتھ اپنے لشکر میں واپس آئیں گے، یہ مختصر جماعت دوسرے دن پھر یہی عہد و پیماں کرے گی، فتح یا شہادت۔ قدرت الٰہی کا کرشمہ یہ تمام بھی میدان کارزار میں کام آجائے گی، چند ایک افراد باقی رہ جائیں گے جن کے ساتھ شام کے وقت امام مہدیؓ اپنے لشکر گاہ میں واپس آئیں گے، اس تمام صورت حال کے بعد اگلے روز امام مہدیؓ اپنے ان قلیل فدائیان اسلام اور جانباز ساتھیوں کے ہمراہ میدان جنگ میں آئیں گے یہ جماعت تعداد میں بہت کم ہوگی مگر نصرت الٰہی آگے بڑھ کر ان کے قدم چومے گی اور یہ جماعت بہت سارے عیسائیوں کو قتل کرے گی، ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن جائے گی، میدان سے بھاگ نکلیں گے اسلامی لشکر ان کا پیچھا کر کے بہت سارے دشمنوں کو قتل کرے گا۔

اس موقع پر جو لشکر کے سپاہی بچ جائیں گے امام مہدیؓ ان میں بہت زیادہ انعام و اکرام، مال و دولت تقسیم کریں گے مگر ان کے حصول پر کوئی خوش نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس قدر قتل و غارت اور خون ریز جنگوں کی بنا پر پورے کے پورے خاندان ختم ہوچکے ہوں گے صرف ایک آدھ فرد باقی ہوگا۔

اب امام مہدی علیہ الرضوان بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہوں گے، اطراف میں اپنی فوج کو پھیلادیں گے فتح قسطنطنیہ کا قصد کریں گے، استنبول سے قبضہ ختم کرانے کے لئے بحر روم کے کنارے پر پہنچ کر بنو اسحاق کے ستر ہزار فوجیوں کو کشتیوں پر سوار کر کے ان کو روانہ فرمائیں گے جب یہ لشکر شہر استنبول کی فصیل کے قریب آئے گا تو نعرہ تکبیر بلند کرے گا، رب کریم کے نام کی برکت سے یہ دیوار گر جائے گی، لشکر اسلام شہر میں داخل ہوجائے گا، تمام خرافات کو ختم کر کے شہر کا انتظام و انصرام اپنے کنٹرول میں کرے گا، ابتدائے بیعت سے اب تک تقریباً چھ سے سات سال کا وقت گزر چکا ہوگا، امام مہدی علیہ الرضوان ابھی ملکی نظم و نسق ہی درست کر رہے ہوں گے کہ یہ افواہ پھیل جائے گی کہ دجال نکل آیا ہے۔

خروج دجال کی افواہ سنتے ہی امام مہدی علیہ الرضوان ملک شام کی طرف رخ کریں گے اور اس افواہ کی تحقیق کے لئے پانچ یا نو سوار روانہ ہوں گے، آقائے دوجہاں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اس زمانہ کے بہترین لوگ ہوں گے، ان کی اس اطلاع پر کہ یہ خبر غلط ہے، امام مہدیؓ اطمینان و سکون سے ملکی نظام کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوجائیں گے۔

ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا ہوگا کہ دجال ظاہر ہوجائے گا، دجال کے دمشق پہنچنے سے پہلے ہی امام مہدیؓ دمشق آچکے ہوں گے، اپنے تمام جنگی انتظامات، سامان جنگ و حرب محافظین اسلام میں تقسیم کر رہے ہوں گے کہ موذن اذان کے لئے کھڑا ہوگا، نمازی ادائیگی صلوٰۃ کی تیاری میں مصروف ہوں گے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حسب روایات دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے جامع مسجد دمشق کے سفید شرقی منارہ پر نازل ہوں گے، دنیاوی اسباب کو اختیار کرتے ہوئے سیڑھی لگائی جائے گی، جس کے ذریعہ سے منارہ سے نیچے تشریف آوری ہوگی۔

سیدنا مہدی علیہ الرضوان نماز پڑھائیں گے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے، امام مہدیؓ کے عہد خلافت میں تمام زمین عدل و انصاف، خیر و برکت، اطمینان و سکون سے بھر جائے گی، آپ کی خلافت کا کل عرصہ مختلف روایات کی روشنی میں ۷، ۸ یا ۹ سال ہوگا۔ ان روایات کو محدثین کرام نے اس انداز میں منطبق کیا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ سات سال تو عیسائیوں کے فتنے کو ختم کرنے اور ملکی نظام کو درست کرنے میں لگے، آٹھواں سال دجال کے ساتھ نبرد آزما ہونے میں اور نواں سال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزرے گا، آپ کی کل عمر ۴۹ سال ہوگی، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ کی

نماز جنازہ پڑھائیں گے اور بعد کے تمام نظم کو سنبھالیں گے۔(مذکورہ بالا تمام وضاحت احادیث کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے،مگر واقعات کی ترتیب اور ان کا تعین یہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کی اپنی عظیم و بلند محنت و کاوش ہے، ماخوذ از عقیدہ ظہور مہدی)

آیئے! چند احادیث مبارکہ کے تراجم ملاحظہ فرمائیں، جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہدی علیہ الرضوان سے متعلق واضح پیشینگوئی فرمائی ہے:

☆...... جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:''دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہوجائے،جس کا نام میرے نام کے مطابق محمد ہوگا۔'' (جامع ترمذی ج:۲،ص:۴۷)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا کا ایک دن باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز فرمادیں گے تاکہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائیں جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا،جس طرح وہ ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی۔(سنن ابی داؤد، کتاب المہدی،ج:۲،ص:۵۸۸)

☆......ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مہدی میری نسل اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا۔

(سنن ابی داؤد،ج:۲،ص:۵۸۸)

☆......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے ایک شخص (مہدی علیہ الرضوان) سے رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اہل بدر کی تعداد ۳۱۳ افراد بیعت خلافت کریں گے،اس کے بعد ان کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال آئیں گے۔

(المستدرک للحاکم مع التلخیص الذہبی ج:۴،ص:۴۳۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم لوگوں کا (اس وقت خوشی سے) کیا حال ہوگا، جب تم میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔(یعنی امام مہدی علیہ الرضوان)۔''(صحیح بخاری،ج:۱،ص:۴۹۰)

اس تمام تفصیل کی روشنی میں جب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئ مہدویت کا جائزہ لیا جاتا ہے تو کوئی ایک نشانی بھی اس کے ٹھگنے قد پر صادق نہیں آتی۔لہٰذا ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ قادیانوں میں اگر کوئی صاحب عقل و شعور اور صاحب فہم و ادراک ہے تو اسے آقائے دو جہاں، حضور پر نور، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ نشانیوں اور معیار پر مرزا غلام احمد قادیانی کو پرکھنا چاہئے۔تعصب،عناد، ہٹ دھرمی اور خوش فہمی کا چشمہ اتار کر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو قادیانیت کی تاریکیوں سے راہ نجات نصیب ہوگی۔ انشاءاللہ۔ وماتوفیقی الا باللہ۔

☆☆......☆☆

یوم ختم نبوت .... تجدید عہد

کنری (رپورٹ: حافظ ذیشان) پورے ملک کی طرح کنری میں بھی یوم ختم نبوت ۷ ستمبر کو بھرپور انداز میں منایا گیا،اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے احباب اور دیگر عہدیداروں نے ایک پروگرام ترتیب دیا۔رمضان المبارک ہونے کی وجہ سے یہ پروگرام بعد نماز ظہر بخاری مسجد میں گزشتہ سالوں کی طرح ترتیب دیا گیا۔جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا خالقداد قاسمی، ملتان والوں کے بیان ہوئے، بخاری مسجد کے امام وخطیب مولانا امان اللہ نے صدارت کی۔مولانا خالقداد قاسمی نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کے ایمان کی بنیاد ہے،اس کے بغیر ایمان مکمل ہی نہیں ہوتا اور آج یوم ختم نبوت ہمارے لئے ایک تجدید عہد بھی ہے کہ ہم اس دن اس بات کا عہد کریں کہ قادیانیت کے تعاقب کے ساتھ ساتھ آئندہ آنے والے ہر جھوٹے مدعی نبوت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔مولانا محمد علی صدیقی نے اپنے بیان میں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ قادیانیوں نے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگانے پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر تشدد کیا، جس کے جواب میں پورے ملک میں تحریک چلی اور ۱۰۰ دن کی جدوجہد کے بعد اس وقت کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس وقت اسمبلی میں قیادت حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی تھی اور اسمبلی سے باہر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں تحریک چلا رہے تھے۔اس پروگرام کے تمام تر انتظامات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے عہدیدار محمد اقبال آرائیں، محمد ناصر آرائیں، محمد سہیل، حافظ آفاق، حافظ محمد ذیشان، مولانا امان اللہ اور دیگر حضرات نے کئے۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

۱۵ شوال ہفتہ کے روز لڑائی شروع ہوئی، قریش مکہ کا علمبردار جس کا نام طلحہ تھا، صف سے نکلا اور مسلمانوں سے مخاطب ہوکر کہا: تم میں کوئی ہے جو میرے مقابلہ کے لئے نکلے؟ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صف سے نکل کر کہا: میں ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار ماری اور ایک ہی وار میں جہنم رسید کیا۔ طلحہ کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے جس کے پیچھے پیچھے عورتیں اشعار پڑھتی ہوئی آرہی تھیں، علم ہاتھ میں لیا اور یہ شعر پڑھتا ہوا حملہ آور ہوا۔

ان علی اہل اللواء حقا
ان تخضب الصعدة او تندقا

''نیزہ اٹھانے والے کو چاہئے کہ اسے
خون میں رنگ دے یا وہ ٹکرا کر ٹوٹ جائے''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شیر خدا اس کے مقابلہ کو نکلے اور شانہ پر اس زور سے تلوار ماری کہ کمر تک اتر آئی اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا: میں ساقی حجاج (عبدالمطلب) کا بیٹا ہوں۔

اب عام جنگ شروع ہوگئی۔ حضرت حمزہؓ، علیؓ، ابودجانہؓ فوج کے دل میں جا گھسے اور صف کی صف الٹ دی۔ حضرت ابودجانہؓ عرب کے مشہور پہلوان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں تلوار لے کر فرمایا: کون اس کا حق ادا کرتا ہے؟ اس سعادت کے لئے دفعتاً بہت سے ہاتھ بڑھے لیکن یہ فخر حضرت ابودجانہؓ کے حصہ میں تھا۔ اس غیر متوقع عزت نے ان کو معزز کردیا، سر پر سرخ رومال باندھا اور اکڑتے، تنتے ہوئے فوج سے نکلے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ چال خدا کو سخت ناپسند ہے، لیکن اس وقت پسند ہے۔ حضرت ابودجانہؓ دشمنوں کو کاٹتے اور لاشوں پر لاشیں گراتے بڑھتے چلے جاتے تھے، یہاں تک ہندہ سامنے آگئی، اس کے سر پر تلوار رکھ کر ہٹالی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایسی نہیں کہ کسی عورت پر آزمائی جائے۔

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

حضرت حمزہؓ دودستی تلوار مارتے جاتے اور کہتے جاتے تھے: ''میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر ہوں اور جس طرف بڑھتے تھے، دشمنوں کا صفایا کردیتے تھے۔''

شہادت

شیر خدا حضرت حمزہؓ نے چونکہ جنگ بدر میں چن چن کر اکثر سرداران قریش کو قتل کیا تھا، اس لئے تمام مشرکین قریش سب سے زیادہ ان کے خون کے پیاسے تھے۔ چنانچہ جبیر بن مطعم نے ایک غلام کو جس کا نام وحشی تھا، اپنے چچا طعیمہ بن عدی کے انتقام پر خاص طور سے تیار کیا تھا اور اس صلہ میں آزادی کا لالچ دلایا تھا۔

غرض وہ جنگ کے موقع پر ایک چٹان کے پیچھے گھات میں بیٹھا ہوا، حضرت حمزہؓ کا انتظار کررہا تھا، حضرت حمزہؓ کا آخری وقت آگیا تھا، اپنی دودستی تلواریں چلاتے ہوئے اور لاشوں پر لاشیں ڈھیر کرتے ہوئے ایک دفعہ اس کے قریب سے گزرے، کسی نے کہا: یہ کون شیر ہے؟ یہ حمزہؓ ہیں۔ ناگاہ اسی حالت میں آپ کا پیر پھسل گیا اور پیٹھ کے بل گر پڑے، زرہ ان کے پیٹ سے ہٹ گئی تو وحشی نے اچانک اپنا بھالا مارا اور ان کے ناف کے نیچے اس طرح رکھا کہ ان کے دونوں سرین کے پار ہوگیا، حضرت حمزہؓ نے اٹھنے کی کوشش کی مگر نہ اٹھ سکے، پیام شہادت آیا اور اس دارالمحن سے نجات پائی۔

اس شیر خدا کی شہادت پر کفار کی عورتوں نے خوشی اور مسرت کے ترانے گائے، آپ کی شہادت ہفتہ کے روز ۱۵ شوال ۳ ہجری میں ہوئی۔

(اسد الغابہ تذکرہ حمزہ)

نعش کی بے حرمتی

جب وحشی نے حضرت حمزہؓ کو شہید کردیا تو ابوسفیان کی بیوی ہندہ (سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۸۴) بنت عتبہ نے آپ کی لاش کی سخت بے حرمتی کی، اس نے نعش مبارک سے کان، ناک کاٹ کر ہار بنایا اور اپنا ہار وحشی کو دے دیا، اس کے بعد آپ کا شکم چاک کرکے جگر نکالا اور اسے چبا چبا کر نگل جانے کی کوشش کی مگر اسے نہ نگل سکی اور تھوک دیا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۸ ج ۲)

پھر اس نے ایک اونچے مقام پر چڑھ کر بلند آواز سے چیختے ہوئے کہا:

''آج ہم نے بدر کی لڑائی کا بدلہ
لے لیا اور وحشی نے میرے سینے کی بھڑاس
نکال دی، جب تک میری عمر باقی رہے گی
وحشی کا شکریہ ادا کرتی رہوں گی۔'' (ہندہ
بنت عتبہ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے شوہر
ابوسفیان کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام

قبول کیا تھا)۔

جب جنگ ختم ہوئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو نہیں دیکھا تو ان کی تلاش میں نکلے اور ان کی مثلہ کی ہوئی لاش بطن وادی میں نظر پڑی۔ لاش مبارک کا المناک منظر دیکھ کر بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور مخاطب ہو کر فرمایا:

"تم پر خدا کی رحمت ہو کیونکہ تم رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے، نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے، اگر مجھے صفیہؓ کے رنج وغم کا خیال نہ ہوتا تو میں اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درند اور پرند کھا جائیں اور تم قیامت میں انہیں کے شکم سے اٹھائے جاؤ۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی کھڑے ہی تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۂ نحل کے آخر کی یہ آیت لے کر تشریف لائے:

"وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين واصبر وما صبرك الا بالله ولا تحزن عليهم ولا تك في ضيق مما يمكرون ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون۔" (نحل:۱۲۶)

ترجمہ: "اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہوجئے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور نیک کردار ہوتے ہیں۔"

لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صبر ہی کو اختیار کروں گا، چنانچہ آپ نے صبر کی خدائی تعلیم پر عمل کیا اور دنیا کے سامنے ایک بہترین عمل کا نمونہ پیش کردیا، اسی موقع پر حضرت حمزہؓ کو بارگاہ رسالت سے سیدالشہداءؓ کا لقب مرحمت ہوا۔

یہی سلوک حضرت حمزہؓ کے بھانجے (جو حضرت حمزہؓ کی بہن امیمہ کے لڑکے تھے) عبداللہ بن جحشؓ کے ساتھ بھی کیا گیا تھا لیکن ان کا جگر نہیں نکالا گیا تھا، انہوں نے اللہ سے دعا کی تھی:

"اے اللہ! تو میرے پاس ایک مضبوط اور طاقتور شخص کو بھیج، میں اس سے تیری راہ میں قتال کروں گا اور وہ مجھ سے قتال کرے گا، پس وہ مجھے قتل کردے اور وہ میری ناک اور کان کاٹ ڈالے پھر اے خدا! میدان حشر میں جب تو مجھ سے پکار کر کہے گا کہ اے عبداللہ! کس پاداش میں تمہاری ناک کان کاٹے گئے ہیں تو میں کہوں گا تیرے اور تیرے رسول کی راہ میں کاٹے گئے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم سچ کہہ رہے ہو۔"

جس وقت ان کو شہید کیا گیا تھا ان کی عمر چالیس سال سے کچھ اوپر تھی۔

(زرقانی ج:۲، ص:۵۰،۵۱)

غرض یہ دن مسلمانوں کے لئے بڑی مصیبت اور بلا کا دن تھا، بہت سے جلیل القدر صحابہؓ اس روز شہید ہوگئے اس غزوہ میں صادق الایمان اور منافق اچھی طرح پہچان لئے گئے، اس غزوہ میں صحابہ کرامؓ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کی ادنیٰ مخالفت بھی کیسے کیسے مصائب کا باعث ہوسکتی ہے۔

تجہیز و تکفین

انبیاء اور صدیقین کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرات شہدائے کرام کا ہے، دنیا کی اصلاح اور توحید کی اشاعت انہیں کی پاک قربانیوں کی برکت سے ہے، ان کی روح، ان کا جسم، اور ان کے خون کا ایک ایک قطرہ خدا کی راہ میں صرف ہوا ہے، خدا نے ان کو حیات ابدی اور سرور سرمدی عنایت فرمایا ہے، قرآن پاک میں ان کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں، چونکہ شہداء کی تجہیز و تکفین اور غسل کے احکام بھی دوسرے لوگوں سے مختلف ہیں اور ان کے مسائل کے استخراج کا تعلق غزوۂ احد سے ہے، اس لئے یہاں تجہیز و تکفین کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

حضرت صفیہؓ جو حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں، بھائی کی شہادت کا حال سنا تو روتی ہوئی جنازے کے پاس آئیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھنے نہ دیا اور تسلی و تشفی دے کر واپس فرمادیا۔ حضرت صفیہؓ اپنے صاحبزادے حضرت زبیرؓ کو دو چادریں دے گئی تھیں کہ ان سے کفن کا کام لیا جائے لیکن پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی بے گور و کفن تھی، اس لئے انہوں نے دونوں شہیدان ملت میں ایک ایک چادر تقسیم کردی، اس ایک چادر سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر برہنہ ہوجاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چادر سے چہرہ چھپاؤ اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال دو۔

غرض اس عبرت انگیز طریقے سے سیدالشہداءؓ کا جنازہ تیار ہوا، اس حالت پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رونے لگے۔ آپ نے پوچھا: تم

لوگ کیوں رو رہے ہو؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج ہم لوگ آپ کے چچا کے لئے ایک کپڑا ایسا نہیں پاتے ہیں جس سے ہم ان کے سارے بدن کو ڈھک سکیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ آئندہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ یہاں سے ارياف (ایک مقام کا نام ہے) کی طرف چلے جائیں گے اور وہاں اپنے آرام کے لئے کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے کی چیزوں اور سواریوں کو پائیں گے، پھر وہاں پہنچ کر وہ لوگ اپنے اہل و عیال کو لکھیں گے کہ تم لوگ بھی یہیں چلے آؤ، کیونکہ مدینہ کی زمین ایک ایسی زمین ہے جو شکل اوسر (بنجر) ہے، حالانکہ یہ بات یاد رکھو کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر ہے۔ کاش وہ لوگ جانتے، مدینہ میں اگرچہ تکلیفیں ہیں لیکن جو بھی رہ کر مصائب اور سختیوں کو برداشت کرے گا، اس کے لئے میں قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔

بہر حال شہداً کے جنازے کو غسل دیے بغیر نماز جنازہ کے لئے لایا گیا، سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدالشہداً کی نماز جنازہ پڑھی، اس کے بعد ایک ایک کرکے شہدائے احد کے جنازے حضرت حمزہؓ کے پہلو میں رکھے گئے اور آپؐ نے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز پڑھائی۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ پر اس دن ستر نمازیں پڑھیں، شریعت اسلام میں یہی ایک شخص ہیں جو اس فضیلت کے ساتھ مخصوص ہیں، ان کے علاوہ کسی پر بھی اتنی نمازیں آپؐ نے نہیں پڑھیں، پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت حمزہؓ کی قبر میں اترے، چونکہ احد میں بہت سے صحابہ شہید ہوئے تھے، اس وجہ سے ایک ایک قبر میں دو دو، تین تین شہیدوں کو دفن کیا گیا۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ کے ساتھ بھی ایک صحابی حضرت عبداللہؓ بن جحش قبر میں رکھے گئے جو حضرت حمزہؓ کے بھانجے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ کے بھائی اور سالے بھی تھے، کیونکہ ان کی بہن حضرت زینبؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی تھیں، اس طرح غازیان دین نے بصد اندوہ والم شیر خدا اور ان کے بھانجے اور دیگر شہداً کو اسی میدان میں سپرد خاک کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (طبقات ابن سعد ج:۳، ص:۴، ۵، ۹ ق (۱) مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، ج:۳، ص:۱۹۵)

حضرت حمزہؓ کے قاتل حضرت وحشیؓ اسلام قبول کرکے جب بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر پوچھا: کیا تم ہی وحشی ہو؟ عرض کیا: ہاں! آپ نے ہی حمزہؓ کو قتل کیا تھا؟ بولے: جو کچھ آپؐ سے لوگوں نے بیان کیا صحیح ہے۔ ارشاد ہوا: کیا تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا سکتے ہو؟ کیونکہ تمہیں دیکھ کر چچا حمزہؓ کا غم تازہ ہوجاتا ہے۔

حضرت وحشیؓ اسی وقت آپؐ کے پاس سے اٹھ کر باہر آگئے اور پھر تمام عمر آپؐ کے سامنے نہ جاسکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب مسیلمہ کذاب (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) پر فوج کشی ہوئی تو یہ بھی اس میں شریک ہوئے کہ شاید میں اس کو قتل کرکے حمزہؓ کے نقصان کی تلافی کرسکوں، یکایک حضرت وحشیؓ کی نظر اس پر پڑی، دیکھا کہ ایک دیوار سے لگا کھڑا ہوا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے خاکی رنگ کا اونٹ ہے، سر کے بال پریشان اور پراگندہ، چنانچہ اس کے پاس پہنچتے ہی اپنا بھالا مارا اور اس کی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں رکھ کر اس کے دونوں مونڈھوں کے آر پار کردیا اور اپنے ارادے میں کامیاب ہوئے، اس طرح ان کی ذات سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچا تھا، اس سے زیادہ فائدہ پہنچا۔ (صحیح بخاری، باب قتل حمزہؓ)

مرثیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد ان کے مرثیہ میں کعب بن مالکؓ نے یہ اشعار کہے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اشعار عبداللہ بن رواحہؓ کے ہیں:

"میری آنکھ رو رہی ہے اور اس کو رونا سزاوار ہے، اور رونا اور چلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا، (میری آنکھ روئی) حمزہؓ شیر خدا پر جبکہ لوگوں نے کہا کہ یہ حمزہؓ آپؐ کے شہید ہوگئے، ان کی شہادت سے تمام مسلمانوں کو صدمہ ہوا اور اس وقت رسول کو بھی صدمہ ہوا، اے ابویعلیٰ آپ کی شہادت سے ارکان ہل گئے، آپ بڑے بزرگ، نیکوکار صلہ رحمی کرنے والے تھے، آپ پر خدا کا سلام ہو ایسی جنتوں میں جن میں ایسی نعمت ہے جو کبھی زائل نہ ہو، اے ہاشمی نیکوکار صبر کرو، کیونکہ تمہارے سب کام اچھے ہوتے ہیں، رسول اللہ صبر کرنے والے بزرگ ہیں، خدا کے حکم سے بولتے ہیں، جب وہ کچھ کہتے ہیں، میری طرف سے کوئی لوی کو خبر دے کہ آج کے بعد اس کا انتقام لیا جائے گا، اور اس سے بھی قبل کیا وہ نہیں جانتے، ہمارے ان واقعات کو جو بیمار کے لئے باعث شفا ہیں، کیا تم لوگ جنگ بدر میں ہماری مار بھول گئے، جب جلدی جلدی تم کو موت آتی تھی، جب ابوجہل گرا تھا اور اس پر (گوشت خوار) پرندے اڑ رہے تھے، اور عتبہ اور اس کا بیٹا گرا تھا، اور شیبہ کو

چمکتی ہوئی تلوار نے کاٹا تھا، اے ہندہ! تو پے در پے رو، کیونکہ تو (عنقریب) پریشان ہوکر چلا چلا کر رو دے گی۔

(ترجمہ اسد الغابہ مولانا عبدالشکور لکھنوی)

اخلاق وعادات

عرب میں روحانی تربیت کی ابتدا اگرچہ اسلام سے ہوئی، لیکن اسلام سے پہلے بھی عرب میں کچھ ایسے اوصاف پائے جاتے تھے جو وجہ شرافت تھے اور جن پر دنیا بجا طور پر فخر کرسکتی ہے، یہ اوصاف اگرچہ کم وبیش ہر قوم کے اندر پائے جاتے تھے، لیکن بعض بعض عرب ان اوصاف میں نمایاں خصوصیت اور امتیازی شان رکھتے تھے، انہیں لوگوں کو ریاست اور حکومت کے منصب پر مقرر کیا جاتا تھا۔ فصاحت و بلاغت، شاعری، سپہ گری، بہادری اور آزادی کا شمار انہیں اوصاف میں تھا۔ حضرت حمزہؓ کو قدرت نے ان اوصاف میں کافی حصہ دیا تھا۔ چنانچہ عرب کے مشہور اور نامور لوگوں میں ان کا شمار تھا اور قریش میں بڑے باعزت سمجھے جاتے تھے، یہ فطرتاً نہایت غیور واقع ہوئے تھے۔ شمشیر زنی اور پہلوانی کا بہت شوق تھا۔ سیر وتفریح اور شکار سے کافی دلچسپی رکھتے تھے، چنانچہ زندگی کا بیشتر حصہ اسی میں صرف کیا، ان کے اخلاق میں سپاہیانہ خصلتیں زیادہ نمایاں تھیں۔ شجاعت، جانبازی اور بہادری ان کے مخصوص اوصاف تھے، مزاج قدرتی طور پر نہایت تیز وتند تھا۔

حضرت حمزہؓ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور تمام نیک کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے، چنانچہ شہادت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاش سے مخاطب ہوکر ان محاسن کی داد دیتے ہوئے فرمایا تھا:

”رحمۃ اللّٰہ علیک فانک کنت ماعلمت وصولاً لرحم فعولا للخیرات۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن سعد، ج:۳، قسم اول، ص:۷)

”تم پر خدا کی رحمت ہو کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے، تم قرابت داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے، نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔“

بھائی

حضرت حمزہؓ کے متعدد بھائی تھے، جن کے نام یہ ہیں: (۱) حارث بن عبدالمطلب، یہ بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور انہیں کے نام پر حضرت عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث تھی، چاہ زمزم انہیں کے زمانہ میں صاف کیا گیا۔ اسلام کے زمانے کو نہیں پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہی انتقال کرگئے تھے۔ (۲) ابو طالب، اصل نام عبد مناف تھا، اسلام کے زمانہ کو پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت خدمتیں کیں، لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔ (۳) زبیر، کنیت ابوالحارث ہے، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ اور چچا ابوطالب دونوں سے عمر میں بڑے تھے اور شاعر تھے، اپنے خاندان بنی ہاشم میں رئیس اور قریش کے حکام میں سے تھے، بڑے سمجھدار اور ہوشیار تھے۔ (۴) ابولہب، اصل نام عبدالعزیٰ تھا، یہ بڑے سخی تھے، جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے تو انہوں نے خوشی میں اپنی لونڈی حضرت ثوبیہ کو آزاد کیا تھا، یہ بہت خوبصورت تھے، ان کی خوبصورتی ہی کی وجہ سے ان کی کنیت ابولہب رکھی گئی، کیونکہ لہب آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں اور شعلہ روشن مائل بسرخی ہوتا ہے، چونکہ ان کا رنگ بھی نہایت روشن اور سرخ تھا، اس لئے ان کی کنیت ابولہب رکھی گئی۔ اسلام کے زمانہ کو پایا مگر اسلام قبول نہیں کیا۔ ابولہب نے تادم آخر اسلام کی مخالفت کی اور اس کا رویہ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مخالفانہ رہا۔

(۵) غیداق بن عبدالمطلب، ان کا اصل نام نوفل ہے، ابن سعد نے ان کا نام مصعب بتایا ہے، یہ قریش میں سب سے مالدار تھے۔ (۶) مقوم، کنیت ان کی ابوبکر ہے، یہ سیدنا حضرت حمزہؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ (۷) ضرار، قریش کے نوجوانوں میں بڑے حسین وجمیل تھے اور حضرت عباسؓ کے حقیقی بھائی تھے، اسلام سے پہلے ہی ان کا اچانک انتقال ہوگیا تھا۔ (۸) قثم، یہ حارث کے حقیقی بھائی تھے، بچپن ہی میں انتقال کرگئے تھے۔ (۹) عبدالکعبہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے، یہ بھی بچپن ہی میں انتقال کرگئے تھے۔ (۱۰) جحل، ان کا اصل نام مغیرہ تھا۔ (۱۱) حضرت عبداللہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد تھے۔ (۱۲) حضرت عباسؓ، یہ اپنے تمام بھائیوں میں چھوٹے تھے اور حضرت حمزہؓ کے بھائیوں میں سے صرف یہی ایک مشرف باسلام ہوئے۔

(زرقانی، ج:۳)

بہنیں

آپ کی کل چھ بہنیں تھیں: (۱) ام حکیم، جن کا نام بیضا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے ساتھ توام (جڑواں یعنی ایک ساتھ پیدائش ہوئی تھی) پیدا ہوئی تھیں۔ ان سے کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس نے نکاح کیا تھا اور ان سے عثمان اور عامر بن کریز کی والدہ اروی پیدا ہوئی تھیں۔ (۲) عاتکہ بنت عبدالمطلب، جن سے ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی نے نکاح کیا تھا اور ان سے ابوامیہ کے دونوں بیٹے زہیر اور عبداللہ پیدا ہوئے تھے اور یہ دونوں حضرت ام سلمہؓ زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی

ہیں۔ (۳) برہ بنت عبدالمطلب، ان سے عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ مخزومی نے نکاح کیا اور ان سے ابو سلمہ بن عبدالاسد پیدا ہوئے، پھر عبدالاسد کے بعد ابواہم بن عبدالعزیٰ حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود نے جو قبیلۂ بنی عامر بن لوی میں تھے، نکاح کیا اور ان سے ابو سبرہ ہوئے۔ (۴) امیمہ بنت عبدالمطلب جن سے عمیر بن وہب بن عبد بن قصی نے نکاح کیا اور ان سے طلیب بن عمیر پیدا ہوئے۔ (۵) حضرت صفیہ، جن سے حارث بن حرب بن امیہ نے نکاح کیا اور حارث کے عبدعوام بن خویلد نے ان سے نکاح کیا اور ان سے زبیر، سائب اور عبدالکعبہ پیدا ہوئے۔ آپ کی بہنوں میں سے حضرت صفیہ تو بالاتفاق اسلام لائیں اور اروی اور عاتکہ کے بارے میں اختلاف ہے۔

ازواج واولاد

حضرت حمزہؓ نے کئی شادیاں کیں، بیویوں کے نام یہ ہیں: بنت ملہ بن مالک، ان سے یعلیٰ اور عامر دولڑکے پیدا ہوئے، خولہ بنت قیس، ان سے عمارہ پیدا ہوئے، سلمیٰ بنت عمیس، ان سے حضرت امامہؓ پیدا ہوئی تھیں۔ عمارہ اور عامر دونوں لاولد فوت ہوئے اور یعلیٰ سے چند اولادیں ہوئیں لیکن وہ سب بچپن ہی میں قضا کر گئیں، اس طرح حضرت حمزہؓ کی نسل کا سلسلہ شروع میں منقطع ہوگیا۔

(ابن سعد، ج:۳، قسم اول، ص:۷،۹)

صلح حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور مدت قیام پوری ہوگئی تو مشرکین مکہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ آپ اپنے ساتھیوں سے کہہ دیں کہ مدت ختم ہوگئی لہٰذا یہاں سے تشریف لے جائیں، چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے چلے تو حضرت امامہؓ آپ کو ''اے چچا، اے چچا'' پکارتی ہوئی دوڑیں۔ حضرت علیؓ انہیں پکڑ کر لے آئے اور حضرت فاطمہؓ سے کہا: میں اپنے چچا کی بیٹی کو اٹھالایا ہوں، یہ لوگ جب مدینہ منورہ پہنچ گئے تو حضرت حمزہؓ کے رشتہ داروں میں سے حضرت علیؓ، زیدؓ، جعفرؓ نے ان کو اپنی اپنی تربیت میں لینے کا دعویٰ کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا: میں انہیں لایا ہوں اور وہ میرے چچا کی بیٹی ہے، لہٰذا حقدار میں ہوں، حضرت زیدؓ نے کہا: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے لہٰذا حقدار میں ہوں۔ حضرت جعفرؓ نے کہا: یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے لہٰذا حقدار میں ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ کردیا، کیونکہ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس حضرت امامہ کی حقیقی خالہ تھیں اور خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امامہؓ سے شادی کرنے کی ترغیب دی تھی لیکن آپؐ نے انکار کردیا اور فرمایا کہ امامہ میرے دودھ شریک بھائی یعنی حضرت حمزہؓ کی لڑکی ہے۔ (صحیح بخاری، ابن سعد ج:۳، قسم اول، ص:۶)

جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا

ایک مرتبہ حضرت حمزہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ مجھے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دکھادیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چچا! آپ میں اتنی طاقت نہیں کہ آپ ان کو اصلی صورت میں دیکھ سکیں۔ حضرت حمزہؓ نے کہا: کیوں نہیں دیکھ سکتا؟ ارشاد نبوی ہوا کہ اچھا اپنی جگہ پر تشریف رکھئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک لکڑی پر جو کعبہ کے اندر تھی جس پر مشرکین قدیم زمانہ میں طواف کرتے وقت اپنے کپڑوں کو اتار کر رکھ دیا کرتے تھے، اترے، جب جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عم محترم حضرت حمزہؓ سے فرمایا: آپ اپنی نگاہ اٹھائیے اور دیکھئے، حضرت جبرئیل علیہ السلام اصلی صورت میں نازل ہوئے ہیں۔ حضرت حمزہؓ نے نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں سبز رنگ کے زبرجد کی طرح ہیں، لیکن انہیں قرار نہ رہا اور دیکھنے کی تاب نہ رہی، فوراً بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑے۔

(صحیح بخاری، ابن سعد جلد ۳، قسم اول، ص:۱)

جنت میں تکیہ لگانا

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت جعفرؓ ملائکہ کے ساتھ اڑ رہے ہیں اور حضرت حمزہؓ تخت کے اوپر تکیہ لگائے ہوئے آرام کے ساتھ بیٹھے ہیں۔

(مستدرک ابن حاکم کتاب معرفۃ الصحابہؓ ج:۳، ص:۱۹۶)

خون کا اُڑنا

۴۰ ہجری کے شروع میں حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں جب اس نہر کی کھدائی کا حکم دیا جو اُحد کی جانب گئی ہے تو لوگوں نے حضرت معاویہؓ کے پاس لکھا کہ وہ اُحد کے باعث اس طرف نہر نکالنا سخت متعذر ہے، ہاں ایک صورت ہے کہ شہداء کی جو قبریں ہیں، اس طرف سے نہر نکالی جائے تو یہ منصوبہ کامیاب ہوسکتا ہے۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے اسی طرف نہر کھودنے کا حکم دے دیا، جب ان قبروں کی طرف کھدائی ہوئی تو بہت سے شہداء کی لاشیں ایسی حالت میں ملیں گویا ابھی دفن کی گئی ہیں، کھدائی کے سلسلہ میں اتفاق سے حضرت حمزہؓ کے پاؤں میں بیلچہ لگ گیا، جس کی وجہ سے ان کے پاؤں سے خون کی چھینٹیں اڑیں، چونکہ شہداء زندہ رہتے ہیں، لہٰذا زندوں کی طرح ان کے جسم میں خون بھی رہتا ہے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

☆☆......☆☆

گفتگو اور ہنسی مذاق میں احتیاط

مولانا عبدالواحد مدظلہ

ہر کام کے کچھ آداب ہوتے ہیں' ان آداب کو ملحوظ نظر رکھ کر اگر امور سرانجام دیے جائیں تو فلاح مل سکتی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں واضح ہدایات دی ہیں کہ بات چیت میں کن باتوں اور کن آداب کا لحاظ رکھنا چاہئے' کسی کی مدح اور ہنسی مذاق کرنے کے موقعوں میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات یہ ہیں کہ بندہ اپنی فطری اور معاشرتی تقاضوں اور آداب کو وقار اور سنجیدگی کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرے اور جب کہیں بات کرنے کا موقع ملے تو بات کی اہمیت اور اس کی افادیت کو مدنظر رکھے:

"حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جب کہ ایک شخص نے ان کی موجودگی میں کھڑے ہو کر (وعظ و تقریر کے طور پر) بات کی اور لمبی بات کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص بات مختصر کرتا تو اس کے لئے زیادہ بہتر ہوتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں یا آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ بات کرنے میں اختصار سے کام لوں' کیونکہ بات میں اختصار ہی بہتر ہوتا ہے۔"

(ابوداؤد)

یہ حقیقت ہے اور تجربہ ہے کہ بہت لمبی اور بے مقصد بات سے سننے والے اکتا جاتے ہیں اور مشاہدہ بھی ہے کہ بسا اوقات کسی مقرر خطیب اور واعظ سے سامعین اور حاضرین شروع میں تو بہت اچھا اثر لیتے ہیں' لیکن جب بات حد سے زیادہ طول پکڑ جاتی ہے' اور بلاضرورت لمبی ہو جاتی ہے تو لوگ اکتا جاتے ہیں اور بات کی وہ تاثیر جو ہونی چاہئے تھی وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔

کوئی بات کامیابی کا سبب بھی ہو سکتی اور موجب ہلاکت بھی:

"حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی زبان سے کبھی خیر اور بھلائی کی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے' جس کی پوری برکت اور قدر و قیمت وہ خود بھی نہیں جانتا' مگر اللہ تعالیٰ اس ایک بات کی وجہ سے اپنے حضور میں حاضری تک کے لئے اس بندہ کے واسطے رضا لکھ دیتا ہے اور (اسی طرح) کبھی آدمی کی زبان سے شر کی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جب کہ اس کی برائی اور خطرناکی کی حدود وہ خود بھی نہیں جانتا' مگر اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اپنے حضور میں پیشی تک کے لئے اس آدمی پر اپنی ناراضگی اور غضب فرما دیتا ہے۔" (ترمذی و ابن ماجہ)

اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے انجام سے ناآشنا و غافل ہو کر باتیں نہ کرے' کیونکہ منہ سے نکلنے والی باتوں کی ایک قسم تو وہ ہوتی ہے جو اللہ کا قرب بنا کر اس کی رحمت اور رضا کا مستحق بنا دیتی ہے اور کوئی بات ایسی بھی ہوتی ہے جو بندے کو رحمت الٰہی اور اپنی رضا سے محروم کر کے جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔

کسی کی تعریف کرنے میں احتیاط:

کسی کی خوبیاں بیان کرنا اور اس کی تعریف کر کے اس کو اچھا ظاہر کرنا یہ ایک گواہی ہے جو مہتم بالشان اور بڑی ذمہ داری ہے' اس سے یہ بھی خطرہ ہے کہ آپ کا ممدوح خود پسندی اور تکبر میں مبتلا نہ ہو جائے' لہٰذا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سخت احتیاط کی تاکید فرمائی ہے' چنانچہ ایک فرمان نبوی ہے:

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی نے دوسرے کی تعریف کی (اس تعریف میں بے احتیاطی کی) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی کی (اس طرح تعریف کر کے) گردن کاٹ دی (یعنی ایسا کام کیا' جس سے وہ ہلاک ہو جائے) یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی' پھر فرمایا: جو کوئی تم میں سے (کسی بھائی کی) تعریف کرنا ضروری ہی سمجھے اور اس کو مدح اور تعریف کا لائق سمجھے تو یوں کہے کہ میں فلاں بھائی کے بارے میں ایسا گمان کرتا ہوں اور اس کا حساب کرنے والا اللہ ہے (جس کو حقیقت کا پورا علم ہے) اور ایسا نہ کرے کہ خدا پر کسی کی پاکیزگی کا حکم لگائے (یعنی کسی کے حق میں ایسی بات نہ کہے کہ وہ

بلاشبہ اور یقیناً عنداللہ پاک ہے' کیونکہ یہ خدا پر حکم لگاتا ہے اور کسی بندہ کو یہ حق نہیں ہے۔'' (بخاری ومسلم)

چنانچہ اس بارے میں ایک اور ارشاد ہے: ''حضرت مقداد بن اسودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مداحین (بہت زیادہ تعریف کرنے والوں) کو دیکھو تو ان کے منہ میں خاک جھونک دو۔'' (مسلم)

اس حدیث میں مداحین سے غالباً وہ لوگ مراد ہیں جو چاپلوسی کرنے والے اور خوشامدی اور ممدوح کے بے جا تعریف کرکے (خواہ وہ تعریف کے لائق ہو یا نہ) اپنے نمبر بڑھانا چاہتے ہیں' چنانچہ اس حدیث میں ایسے لوگوں کے لئے منہ میں مٹی ڈالنے کا ارشاد فرمایا گیا ہے' اس کا مطلب بھی بیان فرمایا ہے کہ ناخوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے منہ میں مٹی ڈالو اور دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ ان کی توقیر واحترام نہ کیا جائے' نہ کوئی ان کو انعام دیا جائے اور ان کو محروم و ناامید خالی ہاتھ بھیج دو' یہ لوگ مفاد پرست ہیں' ان کی مدح میں مبالغہ آرائی کا مقصد اور غرض ہی اپنا کام نکال لینا ہے اور ایسے ابن الوقت سے دور بھاگنا ہی عبدیت کا تقاضا ہے۔

ظرافت اور مزاح:

ظرافت اور مزاح بھی انسانی زندگی کا ایک لازمی اور خوش کن عنصر ہے' اور اس کا سلسلہ کچھ عجیب و غریب سا ہے کیونکہ ظرافت اور مزاح میں حد سے تجاوز ہونا اور اگلے کو تکلیف پہنچانا نقصان دہ' غیر انسانی اور نازیبا حرکت ہے' اس سے بالکل خالی ہونا بھی نامناسب ہے اور نقص اور عیب ہے' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی اپنے فدائیوں اور جاں نثاروں سے مزاح فرمادیتے تھے اور یہ ان کے ساتھ نہایت شفقت ہوتی تھی' لیکن آپ کا مزاح بھی حوصلہ افزائی و دلجوئی کے لئے ہوتا تھا اور ہر قسم کی آمیزش سے پاک نہایت مدبرانہ اور حکیمانہ ہوتا تھا' اس طرح کا ایک فرمان بھی ہے:

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں (مزاح میں بھی) حق کہتا ہوں۔''

یعنی اس میں بھی کوئی غلط بات اور ناشائستہ کلام نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کسی کی مدح وثنا اور ظرافت و مزاح میں ان آداب کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

دل دہلائے ہے

لئیق احمد

سستا آٹا لینے اب اسٹال پہ جو جائے ہے
وہ بے چارا ڈنڈے کھاکر گھر کو واپس آئے ہے
بن کے مہماں اب کہاں وہ گھر ہمارے آئے ہے
ہے بہانہ کہ ٹریفک جام میں پھنس جائے ہے
نوکری میرٹ پہ اب ملتی کہاں ہے ملک میں
ڈگریوں والا یہاں بس جوتیاں چٹخائے ہے
عام رشوت کا چلن ہے اس پہ جو چلتا ہے، وہ
جب بھی پکڑا جائے رشوت دے کے وہ چھٹ جائے ہے
کھارہا ہے دال روٹی وہ جو ہے ایمان دار
جو ہے خائن اور ڈاکو مرغ برگر کھائے ہے
صاف پانی میں پلا کرتا ہے ڈینگی وائرس
اس لئے نل میں گٹر آلود پانی آئے ہے
وہ جو لانڈھی سے منی بس میں کیماڑی آئے ہے
دیر تک بیٹھا ہوا اپنا بدن سہلائے ہے
ہے تعجب روشنی کا شہر جو کہلائے ہے
اس میں ہر سو لوڈشیڈنگ کا اندھیرا چھائے ہے
لوڈشیڈنگ سے پسینے میں نہا لیتا ہے روز
کیا ہوا پانی نہیں گر اس کے نل میں آئے ہے
لوٹ مار اور رہزنی کی وارداتیں عام ہیں
مال لوٹا جائے ہے موبائل چھینا جائے ہے
قتل و غارت، بم دھماکے، حادثے اور خودکشی
ہر خبر اخبار کی لوگوں کا دل دہلائے ہے

ایک مظلومانہ شہادت اور ہماری بے حسی

محمد قاسم مجاہد

۷ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ بمطابق یکم جولائی ۲۰۰۹ء بروز بدھ، جرمنی کی عدالت کا ایک منظر تو ملاحظہ فرمائیں: ۳۲ سالہ مسلمان خاتون، مصر کے شہر اسکندریہ سے تعلق، اپنے شوہر اور تین سالہ معصوم بچہ کے ساتھ، سامنے کافر جج، غیر مسلم وکلاء، بے حس ناظرین، عدالت میں ایک مقدمہ پیش کیا جاتا ہے۔ ۱۴۲۹ھ بطابق ۲۰۰۸ء کو یہ مسلمان خاتون، مروۃ الشربینی اپنے بچہ کے ساتھ سیر کرنے پارک گئی، مسلمان عورت کی پہچان، حجاب اس کے چہرے پر تھا، اچانک ایک خبیث ملعون، انتہا پسند اور تنگ نظر، نام نہاد روشن خیال انگریز، ایلکس اس کے پاس سے گزرا، اس سے ایک مسلمان عورت کا اپنے آپ کو چھپانا، دوسروں کو دعوت گناہ دینے سے بچنا، لوگوں کی نظروں کا مرکز نہ بننا، اپنے جسم کو بے غیرت عورتوں کی طرح عریاں نہ کرنا، برداشت نہ ہوا، وہ تو ایک مغربی نوجوان تھا، جن کی صبح و شام ننگے بدنوں کے درمیان تھرکتے ہوئے گزرتی ہے، جو عورت کو دل بہلانے کا کھلونا سمجھتے ہیں، جن کے نزدیک ایک لڑکی کی اہمیت ٹشو پیپر سے زیادہ نہیں ہے، سر عام شراب پی کر ساری ساری رات طوائفوں کے درمیان گزر دینا جن کا مشغلہ ہے، اس سے یہ کیسے برداشت ہوسکتا تھا کہ ایک عورت اس کے پاس سے گزرے اور وہ اپنی نظروں کی ہوس بھی پوری نہ کرے، چنانچہ اس نے مغلظات بکنا شروع کردیں، اس نے مروۃ الشربینی کو دہشت گرد کہا اور اس طوائفوں کے دلدادہ نے ایک باعزت مسلمان خاتون کو بھی طوائف کی گندی گالی دے کر اپنے اندر کا گند ظاہر کردیا، ایک باعزت مسلمان گھرانے کی لڑکی سے یہ بے عزتی کہاں برداشت ہوسکتی تھی؟ چنانچہ اس مسلمان خاتون نے ایلکس نامی انگریز دہشت گرد کے خلاف عدالت میں ہتک عزت کا مقدمہ دائر کردیا، عدالت نے ایلکس کے خلاف ۷۸۰ یورو جرمانہ عائد کردیا، اس نے اس فیصلے کے خلاف اپیل کردی۔ عدالت نے فریقین کو طلب کرلیا، ان دنوں مروۃ الشربینی اپنے شوہر اور بچہ کے ساتھ وطن واپسی کی تیاری کررہی تھی کہ عدالت جانا پڑگیا، اس معصوم عورت کو کیا معلوم تھا کہ آج میں اس عظیم مرتبہ پر فائز ہوجاؤں گی جس کی تمنا ہمارے آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے، جس کی تمنا سیف اللہ سیدنا خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کرتے رہے، آج وہ عظیم درجہ اس خاتون کے حصہ میں خداوندتعالیٰ نے لکھ دیا تھا۔ سماعت شروع ہوئی جج نے تفصیلات پوچھیں، مدعی نے دعویٰ پیش کیا جج ملزم کی طرف متوجہ ہوا، ملزم ایلکس نے مغرب کی ''روشن'' چہرے کی عکاسی کرتے ہوئے اپنا جرم قبول کیا اور کہا:

''میرا بس چلے تو میں اس عورت کو حجاب پہننے کی ایسی سزا دوں کہ یہ ہمیشہ یاد رکھے۔''

اس بات پر عدالت نے ملزم کو گرفتار کرنے کا حکم صادر کردیا، یہ سنتے ہی اس جنونی شخص نے بھری عدالت میں کئی لوگوں کی موجودگی میں پولیس کے سامنے، ججوں کے ہوتے ہوئے، اس مسلمان خاتون کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور اپنے چاقو کے پے در پے اٹھارہ وار کیے، ہائے اللہ! مسلمان کی ایک بیٹی کافروں کے ہاتھوں خون میں لت پت ہوگئی اور کسی بھائی کے خون نے جوش نہیں مارا، یا اللہ کیا امت مسلمہ بالکل ہی بانجھ ہوگئی ہے کہ کسی مرد مجاہد نے اس کمینہ صفت شخص کے ناپاک وجود سے خدا کی دھرتی کو پاک نہیں کیا۔

مروۃ الشربینی چیختی چلاتی رہ گئی، اس کی آہوں اور سسکیوں پر کوئی آگے نہ بڑھا، بلکہ جب اس کے شوہر نے اپنی بیوی کو بچانے کی کوشش کی تو عدالت میں موجود پولیس نے اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے الٹا اس کے شوہر علوی عطاظ پر فائرنگ کردی اور اس انگریز ایلکس نے بھی چاقو کے وار اس پر کیے، جس کی بناء وہ شدید زخمی حالت میں ابھی تک زندگی و موت کی جنگ لڑ رہا ہے، اس کشمکش میں کہ اس مظلوم خاتون کی کسی نے مدد نہ کی تو اس نے وہیں جام شہادت نوش کرلیا اور اپنے ساتھ اس معصوم کلی کو بھی لے گئی جو ابھی کھلی بھی نہ تھی، اس پورے واقعہ کو مروۃ الشربینی کے تین سالہ معصوم بیٹے مصطفیٰ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس واقعہ کے بعد سے وہ گم سم سا ہے۔

قارئین بخوبی جانتے ہوں گے کہ اسلامی شعار، حجاب کی پابندی کرنے والی اور اس کی خاطر بڑی بڑی ملازمتوں کو ٹھوکر مارنے والی مروۃ الشربینی نے کسی دینی مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی، اس کا کسی ''دہشت گرد'' مذہبی تنظیم سے تعلق نہ تھا، وہ تو

اسکول، کالج کی تعلیم یافتہ تھی، اعلیٰ درجہ کی مقررتھی، اس نے گریجویشن کیا، پھر فارمیسی کے شعبہ کا رخ کیا، نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ وہ تفریحی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی تھی۔ مصر میں والی بال کی چیمپئن رہ چکی تھی، پھر کیا قصور تھا اتنی تعلیم یافتہ اور ''روشن خیال'' عورت کا؟ میں پوچھتا ہوں ان لوگوں سے، اس میڈیا سے، ان این جی اوز سے، ان سیاسی راہنماؤں سے، تحفظ حقوق نسواں کی ان نام نہاد تنظیموں سے جنہوں نے سوات کی ایک جھوٹی اور سازشی ویڈیو پر پورا آسمان سر پر اٹھالیا تھا، سیاہ پرچم لہرائے تھے، خوب بیان بازیاں کی تھیں، اسلامی سزاؤں اور حدود اللہ کے خلاف بکواسات سے محب اسلام لوگوں کے دل چھلنی کئے تھے، ہاں ہاں! اب کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے امریکی صحافی کے روپ میں آنے والے یہودی جاسوس ڈینئیل پرل کے قتل پر چیخ وپکار کی تھی، اس کے قتل کے الزام میں کتنے مسلمانوں کو گرفتار کروایا، اور جھوٹے مقدمات میں دین دار لوگوں کو پھنسوا کر دین اسلام کو دبانے کی کوشش کی تھی۔

محترم قارئین! ایک مشکوک واقعہ، سانحہ گوجرہ پر پوری عیسائی دنیا ہل گئی، عالم کفر کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا، امن عالم کے ٹھیکیداروں کی زبانیں زہر اگلنا شروع ہوگئیں، کیا عالم اسلام کے پاس اتنا بھی دل گردہ نہیں کہ ایک مسلم خاتون کی مظلومانہ شہادت پر تھوڑا احتجاج ہی کرلیتے، کیا ہمارے حکمران، غیر مسلموں سے بھی گئے گزرے ہیں، مصری خاتون مروہ الشربینی کی شہادت پر بے حس مصری حکمرانوں تک کے کانوں پر جوں نہ رینگی، کوئی اٹھ کھڑا نہ ہوا، مغربی میڈیا تو ایک طرف سارا سارا دن حقوق نسواں کا رونا رونے والے ہمارے میڈیا کا بھی یہ حال رہا کسی نے ایک خبر تک نہ چلائی، سارے بے حس ہوگئے ہیں، ان سے تو فحاشی اور عریانی پھیلانے کے کام کروالو، اس میں یہ سب سے آگے ہوتے ہیں، اگر امت مسلمہ کی جوان بیٹیوں کا یہی حال رہا تو وہ مسلمان مائیں، بہنیں اور بیٹیاں کہاں سے آئیں گی؟ جن کی کوکھ سے جنم لے کر ان کی گودوں میں پلنے والے مجاہدین، حضرت مہدی (علیہ الرضوان) کے لشکر میں شامل ہوکر ہند کے حکمرانوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لائیں گے اور دجال کو شکست فاش دے کر خدا کی زمین پر خدا کا نظام قائم کریں گے، جس کے لئے یہ زمین جانے کب سے بے قرار ہے...؟؟؟

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اسوۂ رسول اکرم ﷺ

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

....اور صرف تئیس سال کے اندر اصلاح وتعلیم وتزکیہ وتکمیل کے تمام مراتب انجام دیئے اور ایسی حالت میں انجام دیئے کہ عمر بھر کسی کے آگے کتاب نہیں رکھی، ایک حرف کا پڑھنا نہ سیکھا اور ایک لفظ کا لکھنا نہ جانا، امی محض ہوکر اس قدر زبردست تکمیل تن واحد نے کی کہ بادشاہ کو بادشاہت کرنی سکھائی، تاجر کو تجارت کا طریقہ بتایا، کاشت کار کو کاشت بتائی اور تحصیل معاش کے سارے طریقوں میں راحت کی گزران تعلیم کی، اور سب کچھ ایسی حالت میں تعلیم کیا کہ خود کسب معیشت کا اس مدت میں چھوٹا یا بڑا کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا اور محض توکل پر گزران رکھی، لکھوکھا کو صلاح وفلاح کی صورتیں بتا کر بلکہ سکھا کر اپنا والہ وشیدا بنایا اور اتنا بنایا کہ وہ آپؐ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون گرانے کو تیار تھے، مگر نہ آپؐ نے کسی سے پیسہ مانگا، نہ کپڑے کی خواہش کی، نہ اپنے نفقہ کا کسی پر بوجھ ڈالا، نہ تنخواہ مقرر کرائی، نہ خدمت کی، نہ پاؤں دبوائے، نہ سلوک چاہا، نہ اعانت کی خواہش کی، جو کچھ آیا دوسروں کو دیا کہ زکوۃ وخیرات کا مال بھی آپؐ کے اوپر حرام ہوا، اونٹ، بکری، گائے، دنبے، نقدی پارچہ، زیور، روپیہ، پیسہ، چاندی، سونا، سب کچھ مال غنیمت اور زکوۃ وصدقات میں ہزاروں اور لاکھوں کی شمار اور تعداد میں آیا، مگر آپؐ نے فقراً مسلمین پر بکھیرا اور لٹایا اور اپنی گزران اسی حالت پر رکھی کہ مل گیا تو کھالیا ورنہ روزہ کی نیت کرلی۔ چنانچہ آپ کی محبوبہ بی بی سیدنا عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک ایک مہینہ گزر جاتا تھا اور ہمارے گھر سے دھواں نہ نکلتا تھا، لوگوں نے پوچھا کہ: اے ام المومنین! پھر گزارا کس طرح ہوتا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ چھوارا مل گیا تو کھا کر پانی پی لیا اور دن گزار دیا ورنہ چپ ہوکر بیٹھ رہے۔ دوسروں کی اصلاح میں دماغی وقلبی اور لسانی وجسمانی محنت شاقہ اٹھانے کے ساتھ آپؐ اپنی طبعی اقتضا اور شوق کے درجہ میں مجاہدہ وریاضت کے بھی بالائی درجے کو تھامے ہوئے تھے کہ دنوں تعلیم وتربیت اور وعظ ونصیحت میں مشغول رہتے تو راتوں تہجد وعبادت اور نماز کے اندر مولا تعالیٰ شانہ سے راز ونیاز میں مصروف رہتے تھے، یہاں تک کہ آپؐ کے پائے مبارک سوج گئے تھے، دیکھنے والوں کو آپ کی تکلیف پر ترس آیا اور ان کا دل دکھا کرتا تھا۔ بایں ہمہ عظمت آپ نے کبھی اپنی محنت وسرانجامی خدمت پر ناز نہیں کیا، کامیابی پر فخر نہیں کیا، اپنا کارنامہ اپنی طرف منسوب کرنے کا وسوسہ بھی نہیں لائے اور نہ یہ سمجھا کہ میں نے بہت بڑا کام انجام دیا ہے بلکہ حق تعالیٰ کی خوشنودی کو اس کا فضل سمجھتے اور اخروی نجات کو بلا استحقاق محض نعمت رب یقین فرماتے رہے۔ چنانچہ ایک بار آپؐ نے فرمایا کہ: ''کوئی شخص بھی جنت میں اپنے اعمال سے نہ جائے گا، مگر یہ کہ حق تعالیٰ ہی فضل فرمائے۔'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اور نہ آپ؟ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ نہ میں، یہاں تک کہ مجھ کو حق تعالیٰ اپنی رحمت میں ڈھانپ لے....

(ماہتاب عرب سے ایک اقتباس)

قادیانی جال

شہریار! ہیلو شہریار!

ارے محمود! تم کیسے ہو؟

شاباش ہے بھئی! ایگزام (امتحان) کے بعد تم آج شکل دکھار ہے ہو، کہاں گم ہو گئے تھے؟

وہ میں دراصل گاؤں چلا گیا تھا، اپنی خالہ جان کے ہاں، ان کا کافی اصرار تھا، میں نے سوچا جب تک رزلٹ آئے ان کے گلے شکوے دور کر دوں۔

اچھا! ہمارا کوئی حق نہیں ہے؟ چلو میرے ساتھ سیدھے گھر پر! میری امی کو بھی تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔

محمود! ابھی تو میں گھر کے کام سے جار ہا ہوں، کل آ ؤں گا۔

نو، نیور! ابھی اور اسی وقت چلنا ہوگا، تمہاری کل کبھی نہیں آتی ہے۔

محمود! پلیز بہت ضروری کام ہے، اچھا انشاء اللہ آج شام کو میں ضرور آؤں گا۔

پرامس (وعدہ)۔

پرامس۔

☆☆..................☆☆

ٹھک، ٹھک، ٹھک۔

کون ہے؟

آنٹی میں شہریار ہوں، محمود کا دوست، محمود کو باہر بھیج دیں۔

ارے شہریار بیٹا! تم آؤ، اندر آ جاؤ تم سے کیا پردہ! محمود تمہارا اتنا ذکر کرتا ہے کہ بھئی ہم سب کو تم سے ملنے کا اشتیاق تھا، آ ؤ آ ؤ۔

شہلا بیٹی! دیکھو کون آیا ہے؟

ہیلو!

ہائے!

بیٹی! یہ شہریار ہے تمہارے بھائی کا دوست۔

اوہ! اچھا، بھائی جان نے جیسا بتایا تھا، اس سے بڑھ کر ہی پایا۔

تھینک یو! (شکریہ)۔

اچھا بیٹا! تم لوگ بیٹھ کر باتیں کرو، مجھے ذرا پڑوس میں کام ہے، محمود بھی آنے والا ہے، شہلا بیٹی

اعجاز احمد خان سنگھانوی، مانگلی

جب تک تم شہریار کو چائے وغیرہ پلاؤ اور ہاں دروازہ اندر سے بند کر لینا، آج کل حالات صحیح نہیں ہیں۔

جی امی!

کیا پئیں گے آپ، ٹھنڈا یا گرم؟

نہیں مہربانی، میں چلتا ہوں، محمود آ جائے تو میں پھر آ جاؤں گا۔

کم آن یار! تم تو لڑکیوں کی طرح گھبرا رہے ہو۔

یار!!!

دراصل تمہارا نام لمبا ہے نا اس لئے میں نے تمہارے نام میں سے شہر چھوڑ دیا ہے اور یار لے لیا ہے، آخر ہے تو تمہارا ہی نام نا۔

نہیں! دراصل خالی یار کچھ نامناسب سا لگ رہا ہے۔

چلو چھوڑو! اس مسئلے کو، ارے یہ کیا!!! تمہاری شرٹ کا اوپر والا بٹن لٹک رہا ہے یہ تو گر جائے گا، میں ابھی سوئی دھاگا لاتی ہوں۔

چلو شرٹ اتار کر مجھے دے دو، ورنہ ایسے تو سوئی تمہارے سینہ پر چبھ جائے گی۔

ارے نہیں، آپ رہنے دیں، میں گھر پر جا کر ٹھیک کروا لوں گا۔

کیا میں میں لگائی ہے، چلو ہاتھ ہٹاؤ۔

ارے، ارے پلیز!

میں نے کہا نا ہاتھ ہٹاؤ۔

بھئی بڑا خوبصورت بدن ہے تمہارا۔

شہلا پلیز جلدی سے بٹن لگا دو، کوئی آ گیا تو مسئلہ بن جائے گا۔

تم کیوں گھبرا رہے ہو، یہ میرا گھر ہے، یہاں میری اجازت کے بغیر کوئی نہیں آئے گا۔

لاؤ میری شرٹ! اب تو بٹن لگ گیا ہے۔

ہوں اوں، ایسے نہیں۔

کیا مطلب؟

پہلے وعدہ کرو، مجھ سے ملنے روزانہ آؤ گے۔

کوشش کروں گا۔

وعدہ، وعدہ۔

اوکے، ہاتھ سیدھے کرو، میں خود پہناؤں گی۔

اچھا اب میں چلتا ہوں، محمود آئے تو اسے بتا دینا کہ میں آیا تھا۔

☆☆ ....☆☆

ہیلو آنٹی!

ارے شہریار بیٹا! اچھا ہوا تم آ گئے، محمود آج بھی کام سے گیا ہوا ہے، اور مجھے بھی ضروری کام سے بازار جانا ہے، میں شہلا کے اکیلے پن کی وجہ سے

پریشان ہورہی تھی، اب تم آگئے ہو تو شہلا کے پاس بیٹھو، میں ذرا بازار ہو آؤں۔

ٹھیک ہے آنٹی۔

شہریار ادھر آؤ۔

کیا بات ہے؟ ارے، ارے یہ کیا کر رہی ہو؟

آئی لو یو یار، آئی لو یو۔

آئی لو یو ٹو شہلا، جلدی سے ہٹو کوئی آ گیا تو ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا۔

تم پہلے میری بات سنو۔

کہو۔

شیری اب میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی، تم سے ایک ہی ملاقات میں، میں اپنا سب کچھ تم پر ہار چکی ہوں اور اب میں کسی بھی قیمت پر تمہیں کھونا نہیں چاہتی ہوں، وعدہ کرو تم مجھے ہر حال میں اپنا بناؤ گے؟

شہلا! میرا حال بھی کچھ تم سے کم نہیں ہے میں جلد از جلد اپنے گھر والوں کو راضی کر کے تمہارے رشتہ کے لئے بھیجوں گا۔

اوہ! یو آر گریٹ (تم بہت اچھے ہو)۔

شہلا مجھے چھوڑو پلیز پلیز...

چپ فول... (اور شرم وحیا کی فاختہ اڑ کر دور سوکھے برگد کے درخت پر بیٹھ گئی جہاں پہلے ہی کچھ مردار خور گدھ بیٹھے ماتم کر رہے تھے)۔

☆☆............☆☆

شہلا بیٹی! کیا رہا؟

امی سو پرسنٹ کامیابی۔

بس بیٹی! اب یہ بچ کے نہ جانے پائے۔

نہیں بچے گا امی! اب یہ روزانہ آئے گا مجھ سے ملنے... آپ صرف مناسب وقت کا انتظار کریں۔

☆☆............☆☆

شہریار! میں کل سے بہت زیادہ پریشان ہوں، پلیز مجھے بچالو ورنہ میں خودکشی کرلوں گی۔

مسئلہ کیا ہے جلدی بتاؤ؟

وہ، میں...

ہاں، ہاں! بتاؤ۔

میں تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔

کیا؟

ہاں اب جلدی سے کچھ کرو ورنہ میں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گی۔

شہلا! میں اپنے گھر والوں کو راضی کر رہا ہوں، دراصل بیچ میں میری کزن آئی ہوئی ہے، اس لئے ابھی مجھے تھوڑا سا اور ٹائم چاہئے۔

نہیں شیری! میرے پاس اب ٹائم کی گنجائش نہیں ہے، ایسی بات زیادہ دیر چھپی نہیں رہ سکتی ہے، جلدی ہی کچھ کرو۔

پھر تم ہی بتاؤ میں کیا کروں؟

ایسا کرتے ہیں، ہم کورٹ میرج کر لیتے ہیں، جب تمہارے گھر والے راضی ہو جائیں گے تو انہیں بتادینا پر...

ہاں! ہاں! کہو؟

یار، وہ بات یہ ہے کہ اس کے لئے تمہیں کچھ پیپرز پر سائن کرکے دینے ہوں گے۔

ارے میری کون سی جائیداد ہے جو تم اپنے نام لکھوانا چاہتی ہو؟

نہیں! یہ دراصل ہماری انجمن سے اجازت اور تمہارا اس کے ممبر بننے کے فارم ہوں گے، جن پر شادی سے پہلے تمہارے سائن ضروری ہیں۔

شہلا! تم کون سی انجمن کی بات کر رہی ہو؟

"انجمن جماعت احمدیہ"۔

جماعت احمدیہ! یہ کون سی جماعت ہے؟ تبلیغی جماعت، دیوبندی جماعت، بریلوی جماعت، جماعت اہلحدیث کے نام تو سنے ہوئے ہیں یہ کیا کوئی نئی جماعت ہے کیا؟

ہاں بس یہ بھی اسی طرح کی جماعت ہے تم بتاؤ راضی ہو؟

تمہاری خوشی کی خاطر سو جان سے۔

ایک بات یاد رکھنا، جب تک صحیح موقع محل نہ آئے یہ بات تم نے کسی کو بتانی نہیں ہے۔

ارے نہیں! میں پیٹ کا بہت پکا ہوں، تم فکر نہ کرو، اب تمہاری پریشانی دور ہو گئی؟

ابھی نہیں جب تک ہماری شادی نہیں ہو جاتی میں ایزی فیل نہیں کرسکتی۔

او کے، تم اپنا بندوبست کرو، میں اپنا بندوبست کرتا ہوں اب کورٹ میں ملاقات ہوگی۔

☆☆............☆☆

شہلا! لگتا ہے شہریار تمہارے قابو میں نہیں آرہا ہے، مرکز بار بار مجھ سے جواب طلبی کررہا ہے کہ آخر اتنی دیر کیوں ہورہی ہے؟ چار مہینے بہت ٹائم ہوتا ہے اب کہانی کو سمیٹو۔

امی! آپ فکر نہ کریں میں آج سارا پروگرام فائنل کرکے آرہی ہوں، ہم چار دن بعد کورٹ میرج کریں گے، آپ فارم وغیرہ تیار رکھیں اور مرکز کو کہہ کر فی الفور پیسوں کا بھی بندوبست کرلیں میں چاہتی ہوں کہ ہم شادی کرتے ہی چند مہینوں کے لئے ہنی مون کے بہانے یہاں سے سوات نکل جائیں تاکہ وہاں شہریار کی مکمل ذہن سازی ہوجائے مجھے امید ہے کہ اس کے لئے دو مہینے بہت ہیں۔

پر بیٹی اتنا عرصہ وہ گھر سے باہر کیسے رہے گا؟ گھر والوں کو کیا بتائے گا؟

یہ مسئلہ بھی ہم نے طے کرلیا ہے، شہریار فی الحال تعلیم سے فارغ ہے، اسے رزلٹ کا انتظار ہے، اس دوران میں وہ آج ہی سے کسی ایسی تبلیغی جماعت میں نام لکھا دے گا جو ہماری شادی کے نزدیک نزدیک نکلنے والی ہوگی، اس کے بعد وہ نکلے گا ان کے

ساتھ اور پہنچے گا میرے پاس! کیسی پلاننگ ہے؟

اوہ گڈ! میں ابھی مرکز کو اطلاع دیتی ہوں۔

☆☆..........☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وعلیکم السلام! امیر صاحب آپ؟

ہاں شہریار بیٹا، میں کافی دیر سے تمہیں دیکھ رہا تھا، تم مجھے بہت زیادہ پریشان اور گھبرائے ہوئے نظر آ رہے تھے، سوچا وجہ معلوم کی جائے کیا بات ہے؟

نہیں حضرت! میں تو بس ایسے ہی سوچوں میں بیٹھا تھا۔

نہیں بیٹا! میں تقریباً ۶۰ سال سے جماعت کے ساتھ چل رہا ہوں، جو بات تمہارے چہرے پر میں دیکھ رہا ہوں اس نے مجھے پریشان کر دیا ہے، سچ سچ بتاؤ تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟

امیر صاحب! بس گھر کا چھوٹا سا مسئلہ ہے وہ حل ہو جائے گا اور تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

نہیں بیٹا! کچھ اور ہے، مجھے بتاؤ وعدہ رہا کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

امیر صاحب! پہلے آپ بتائیں کہ آپ کو کیسے اندازہ ہو رہا ہے کہ میرے ساتھ کوئی گھمبیر مسئلہ ہے؟

ٹھیک ہے بیٹا، پہلے میں بتاتا ہوں پھر تم بھی صحیح صحیح بتانا، تاکہ میری بے چینی دور ہو سکے۔

چلیں ٹھیک ہے؟

بیٹا! میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے گناہگار دیکھے ہیں اور ایسے بھی جو اپنے گناہوں پر نادم نہیں تھے، لیکن اس کے باوجود ان کے چہروں پر کچھ نہ کچھ نورانیت ضرور ہوتی تھی، لیکن میں نے جب سے تمہیں دیکھا ہے تمہارے چہرہ پر مجھے بالکل بھی نور نظر نہیں آیا، اس وقت سے میں سوچ رہا ہوں کہ تم سے کس طرح معلوم کروں کہ تم نے آخر ایسا کیا کیا ہے کہ تمہارے چہرے کی نورانیت ہی چھن گئی ہے؟ حالانکہ تم جماعت کے ساتھ چل رہے ہو اور آئے بھی اپنی مرضی سے ہو، اب تم میری یہ تشویش دور کرو کہ ایسا کیا ہوا ہے؟

امیر صاحب! سچ تو یہ ہے کہ میں نے اپنے والدین کو بتائے بغیر کورٹ میرج کر لی ہے اور اب پروگرام یہ ہے کہ میں جماعت کے بہانے فی الحال ۴۰ دن کے لئے نکلا ہوں یہاں ایک دو دن رک کر میں اپنی بیگم کے بتائے ہوئے ایڈریس پر چلا جاؤں گا، اس کے بعد ہم بقایا دن ہنی مون منانے کے لئے سوات چلے جائیں گے بس یہ ہے میرا پروگرام!

نہیں بیٹا! یہ وجہ نہیں ہے، یہ تو نالائقی اور دھوکا دہی ہے، اس سے اس طرح چہرہ کا نور اڑتا نہیں ہے، ہاں کم ضرور ہو جاتا ہے اور کوئی بات ہے غور کرو؟

اور تو ایسی کوئی بات نہیں ہے، ہاں صرف اتنا ہے کہ جس طرح آپ تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں اسی طرح میں اپنی بیوی کی خواہش پر احمدی جماعت سے وابستہ ہو گیا ہوں، جماعت کوئی سی بھی ہو، مجھے اس سے کیا؟

جماعت احمدیہ ...؟ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اب تم نے بالکل صحیح بات بتائی ہے اور اب وجہ بھی میری سمجھ میں آ گئی ہے، تم آؤ میرے ساتھ ابھی آتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وعلیکم السلام! کیا حال ہے حافظ محسن صاحب؟

کیا مکی سے جماعت آئی ہے؟

جی حضرت! کل ہی چلہ کی جماعت پہنچی ہے، مختلف جگہوں کے ۲۵ ساتھی ہیں۔

یہ صاحبزادہ کون ہے؟

بیٹا شہریار! یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ ہیں اور یہ شہریار ہے، میں اس کو آپ سے ملوانے کے لئے خصوصی طور پر لایا ہوں، آپ اس کی بات سن لیں!!

ہاں بیٹا! بتاؤ کیا بات ہے؟ حضرت! جماعت کے سارے اصول توڑ کر تمہیں مجھ تک لائے ہیں، ضرور کوئی خاص الخاص بات ہے ورنہ حضرت جماعتی اصول کی پاسداری میں بہت سخت ہیں۔

بتاؤ! بیٹا؟

شہریار بیٹا! شروع سے آخر تک سب بتادو پھر یہ تمہیں بتائیں گے کہ تم کیا قیامت ڈھا کر آ رہے ہو۔

مولانا صاحب! میں نے محبت کی شادی کی ہے اور وہ بھی کورٹ میرج، اپنے گھر والوں سے خفیہ طور پر، اب ہم کچھ دنوں بعد ہنی مون کے لئے سوات جائیں گے۔

شہریار بیٹا! وہ شرط اور فارم والی بات بتاؤ۔

ٹھیک، حضرت! شادی کے لئے مجھے احمدی جماعت کا فارم بھر کر دینا پڑا تھا اور فی الحال اس بات کو اوپن کرنے سے منع کیا گیا تھا، آپ کو صرف اس لئے بتا رہا ہوں کہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ شاید کہیں مجھ سے گڑبڑ ہو گئی ہے۔

ہوں! حضرت آپ کچھ دیر کے لئے اس کو میرے پاس رہنے دیں، میں مکمل معلومات لے کر اس کو آپ تک پہنچا دوں گا، آپ کا ٹائم قیمتی ہے آپ چلے جائیں۔

ٹھیک ہے، السلام علیکم!

ہاں شہریار بیٹا! آپ کے ابو کیا کرتے ہیں؟

میرے ابو کی کپڑے کی دکان ہے، صبح ۸ بجے دکان پر جاتے ہیں اور رات ۱۰ بجے واپس آ جاتے ہیں۔

ٹھیک، اب یہ بتاؤ تمہاری دینی تعلیم کتنی ہے؟

حضرت! دینی تعلیم تو میری بالکل بھی نہیں ہے، ہاں عصری تعلیم میں میں نے بی ایس سی کا ایگزام دیا ہے، آگے ایم ایس سی کرنے کا ارادہ ہے۔

اچھا! یہ بتاؤ گھر میں ٹی وی اور ڈش وغیرہ ہے؟

حضرت! یہ تو آج کل کے جدید دور کی اہم ترین اور ہر گھر کی ضرورت ہے، اس کے بغیر تو گزارا ہی نہیں ہے۔

بہت خوب! مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا! خیر یہ بتاؤ تمہارے گھر میں دینی رغبت کتنی ہے؟

ابو جمعہ پڑھنے جاتے ہیں۔

اور تم؟

میں بھی پڑھوں گا بس تعلیم سے فارغ ہولوں۔

اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم مسلمان ہو یا کافر؟

حضرت! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں بے شک نماز نہیں پڑھتا ہوں، پر ہوں تو مسلمان نا، کافر تو غیر مسلم ہوتے ہیں۔

بیٹا! چونکہ تم خالص دنیادار انسان ہو اس لئے میں تمہارے سامنے سیدھے سادے آسان لفظوں میں سارا منظر پیش کردیتا ہوں، اس کے بعد پھر اسی سوال کا جواب تم مجھے دوبارہ دینا۔

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ہیں، اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن شریف سچا ہے، اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتے سچے ہیں، اللہ تعالیٰ کے تمام نبی (علیہم السلام) سچے تھے اور بالخصوص ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے۔

ہمارا قرآن شریف ہمیں بتاتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سب سے آخری نبی ہیں، اب ان کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نیا نبی نہیں آئے گا، اور یہی بات ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں بتائی تھی کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، یعنی ہمارے نبی خاتم النبیین ہیں، اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ دجال یا کذاب تو ہوسکتا ہے، نبی نہیں ہوسکتا، اب تم بتاؤ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور ہوں بھی سب سے اعلیٰ تو تم کیا کہو گے؟

حضرت! لازماً وہ دجال یا کذاب ہوگا، کیونکہ وہ قرآن شریف اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو رفیوز کررہا ہے۔

بالکل صحیح! اللہ تعالیٰ تمہیں مزید بھی عقل سلیم عطا فرمائے۔

اچھا بیٹا! یہ بتاؤ کہ ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے سولی پر نہیں لٹکایا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی چال ان ہی پر الٹ دی تھی اور ان کے مخبر کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی شکل کردی تھی، جسے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مغالطے میں سولی پر چڑھا دیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ صحیح سلامت آسمانوں پر اٹھالیا تھا جو کہ اب دوبارہ اس وقت تشریف لائیں گے جب دجال لعین کا ظہور ہوجائے گا اور وہ دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر نزول فرمائیں گے، ٹھیک یہی بات ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں بتائی ہے، اب تم یہ بتاؤ کہ کیا دجال آگیا اور کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے؟ گو قصہ تو بہت تفصیل طلب ہے، لیکن تمہاری قابلیت کی وجہ سے مختصر کرکے تم سے پوچھ رہا ہوں، ہاں بتاؤ؟

حضرت! میرا کافی وقت انٹرنیٹ پر گزر رہا ہے، میں نے تو ایسی کوئی خبر نہیں سنی اور نہ ہی حال میں کوئی ایسا واقعہ میرے علم میں آیا ہے۔

بیٹا! اگر کوئی عقل کا اندھا یہ کہے کہ ایسا ہو چکا ہے اور فلاں شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے تو پھر... یا وہ شخص خود یہ دعویٰ کرکے مرگیا ہو تو پھر؟

حضرت! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دمشق کی جامع مسجد کی بات کی ہے، کیا دمشق والوں سے اس بات کی تصدیق کروالی ہے؟

سبحان اللہ، ہاں بیٹا! پورا عالم اسلام اس بات کا انکاری ہے کہ ابھی تک ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے اور جو ایسی بات کہتا ہے وہ کذاب ہے، دجال ہے۔

حضرت! پھر تو وہ اول درجے کا جھوٹا ہے اور اس کو مشہور کرنے والے بھی جھوٹے ہیں۔

شاباش! اب بیٹا یہ بتاؤ کہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ہوں اور میں ہی عیسیٰ ہوں، پھر اس کے علاوہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک جو انبیاء کرام آئے تھے وہ بھی میں ہوں تو تم ایسے شخص کے بارے میں یا اس کے دین کے بارے میں کیا کہو گے؟

حضرت! یہ دعویدار تو ہندوؤں کے عقیدہ حلول آواگون کے قائل لگتے ہیں کہ انسان مرکر دوسرا روپ دھار لیتا ہے، اسی لئے تو اس نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ بہر حال یہ تو میرے جیسا جاہل بھی بتا سکتا ہے کہ یہ ایسا کہنے والا شخص کافر ہوگا پکا کافر اور اس کا دین بھی کفر ہوگا۔ بہر حال! یہ تو آپ فرضی بات کررہے ہیں ورنہ ایسے پاگل پنے والی بات کون کرسکتا ہے؟

بیٹا! اب میری بات غور سے سنو، ۱۸۳۹ء میں قادیان میں ایک بچے نے جنم لیا، جس نے ادھیڑ عمر میں انگریز کی پشت پناہی ملنے اور پیسوں کے لالچ میں شیطان کی مدد سے یہ سب دعوے کئے ہیں، انگریز نے اس کے اس شیطانی مذہب کو خوب پھیلانے کی کوششیں کیں، لیکن علماء کرام کی جان توڑ کوششوں کی وجہ سے یہ فتنہ ۱۹۰۸ء میں اپنی موت آپ مرگیا تھا، لیکن پاکستان بننے کے بعد انگریز کی سازشوں سے اس فتنہ کی کچھ ذریت بھی یہاں آگئی جس کو غیور مسلمانوں نے اپنے خون کا نذرانہ دے کر اور مسلسل جدوجہد کرکے بالآخر ۱۹۷۴ء میں کافر قرار دلوایا اور اب یہ فتنہ پرور مذہب ''قادیانیت'' پورے عالم اسلام میں کافر کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، اسی قادیانیت کا دوسرا نام احمدی ہے جس کی جماعت

احمدیہ کا فارم بھر کر تم نے شادی کی ہے، اب تم میرے اس سوال کا دوبارہ جواب دو کہ تم مسلمان ہو یا کافر؟

اے ارے کوئی ہے؟ بابا دینو جلدی سے پانی لائی جلدی...

ڈالو اسکے اوپر منہ پر چھینٹے لگاؤ اب تھوڑا پانی اس کے منہ میں ڈالو بس بس...

اللہ تیرا شکر ہے بیٹا اب کیسی طبیعت ہے؟

حضرت مجھے مر جانے دیتے تو بہتر تھا، میں تو کہیں کا نہیں رہا، ہائے میری تو آخرت تباہ ہوگئی، پہلے تو صرف گناہگار تھا اب تو...

نہیں بیٹا! ابھی وقت ہاتھ سے نکلا نہیں ہے تمہیں دھوکا میں رکھ کر شکار کیا گیا ہے، تم فوراً غسل کرکے آؤ میں تمہیں دوبارہ کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتا ہوں۔ افسوس کہ والدین اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم پر تو بہت زور دیتے ہیں، لیکن دینی تعلیم ان کو بوجھ محسوس ہوتی ہے، حالانکہ ہر مسلمان پر ضرورت کا علم حاصل کرنا فرض ہے، ان کی اسی غفلت کا فائدہ اٹھا کر شکاری ان کو شکار کر لیتے ہیں، شکر کرو بیٹا کہ حافظ جمن صاحب اللہ والے تھے، انہوں نے تمہارا چہرہ پڑھ کر تمہیں مجھ سے ملوا دیا ورنہ وہ لوگ تمہیں سیر سپاٹہ کروانے کے بعد، برطانیہ یا آسٹریلیا میں نوکری دلوانے کے بہانے لے جاتے اور پھر تم ساری زندگی ادھر ان کی قید میں گزارتے، یہی تو ان کا خاص ہتھیار ہے، حالانکہ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اس لڑکی نے اپنے ''امید'' سے ہونے کا ڈرامہ کیا ہے، اس نے تو ابھی کئی اور شکار کرنے ہین، تم اب بے فکر ہو جاؤ! اب اس کیس کو میں خود ڈیل کروں گا، تم جاؤ اور غسل کرکے آؤ تاکہ میں تمہیں کلمہ پڑھا کر مسجد تک چھوڑ آؤں، ایک نئی اور پاکیزہ زندگی کا آغاز کرنے کے لئے۔

☆☆......☆☆

شریعت اور طریقت الگ الگ نہیں ہیں

حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی الحسینی قدس سرہ

تم ایسا مت کہو جیسا بعض (جاہل) صوفی کہا کرتے ہیں کہ: ''ہم اہل باطن ہیں اور وہ اہل ظاہر ہیں (کیونکہ) یہ دین (ظاہر و باطن دونوں کا) جامع ہے، اس کا باطن ظاہر کا مغز ہے، اور ظاہر باطن کا ظرف ہے، اگر ظاہر نہ ہوتو باطن کہاں چھپے گا؟ اگر ظاہر نہ ہوتو باطن کا وجود ہی نہ ہوگا (کیونکہ) دل بدون جسم کے موجود نہیں ہوسکتا بلکہ اگر جسم نہ ہوتو دل برباد ہو جائے گا اور دل بدن کا نور ہے، یہ علم جس کا نام بعض لوگوں نے علم باطن رکھا ہے اس کی حقیقت دل کی اصلاح ہے اور دل کی اصلاح بدون اصلاح ظاہر کے نہیں ہوسکتی نہ ظاہر کی اصلاح بدون اصلاح باطن کے ہوسکتی ہے۔ صوفیہ کا وہ (عمل) باطن کون سا ہے جس کے حاصل کرنے کا شریعت نے حکم نہیں دیا اور (اہلِ ظاہر کا) وہ (عمل) ظاہر کون سا ہے جس کے باطن کو درست کرنے کا شریعت نے حکم نہیں دیا۔ پس ظاہر و باطن میں تفریق کے قائل نہ ہوں کہ یہ گمراہی اور بدعت ہے۔''

مشائخ طریقت اور شہسواران میدان حقیقت تم سے کہتے ہیں کہ علماء کا دامن پکڑلو، میں یہ نہیں کہتا کہ تم فلسفہ سیکھو بلکہ یہ کہتا ہوں کہ فقہ حاصل کرو، اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ (یعنی علم فقہ) عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو ولی نہیں بنایا اور اگر کسی جاہل کو ولی بناتے ہیں تو اس کو عالم بنادیتے ہیں۔ ولی دین کے احکام سے جاہل نہیں ہوسکتا، وہ نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ دینے، حج کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنے کا طریقہ خوب جانتا ہے ایسا شخص اگر ان پڑھ بھی ہو جب بھی عالم ہے اس کو جاہل وہی کہے گا جو علم مقصود سے جاہل ہے۔ (روح تصوف ص:۲۰)

خبروں پر ایک نظر

سالانہ ختم نبوت تربیتی سمر کیمپ گوجرانوالہ

گوجرانوالہ (رپورٹ: مولانا محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام موسم گرما کی تعطیلات کے دوران تیسرا سالانہ ختم نبوت تربیتی سمر کیمپ لگایا گیا، جس میں دو سو سے زائد طلبا نے حصہ لیا، کورس سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مرکزی مبلغین مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، مولانا حافظ محمد ثاقب، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے راہنما استاد الحدیث مولانا حافظ عمر صدیق، مرکزی جماعت اہلسنت کے راہنما علامہ خالد حسن مجددی، گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن کے پروفیسر مصنف و محقق علامہ پروفیسر محمد منیر کھوکھر، گورنمنٹ کالج پیپلز کالونی کے پروفیسر حافظ محمد انور، جمعیت اہلسنت والجماعت کے راہنما مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا قاری ریاض انور گجراتی، جمعیت طلبا اسلام پاکستان کے کنوینر حافظ نصیر احمد احرار، جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے راہنما شیخ الحدیث مولانا محمد عارف، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری اسکول گوجرانوالہ کے اساتذہ سید احمد حسین زید، عبدالرؤف طور، مولانا قاری محمد زید شاہد، جامعہ اسلامیہ بحری شاہ رحمان کے سربراہ مولانا صلاح الدین حنیف، پاکستان شریعت کونسل کے راہنما مولانا عبدالواحد رسولنگری، ادارہ تحقیقات کے سربراہ مولانا ڈاکٹر مفتی منصور احمد، جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی اور دیگر نے خطاب کیا اور رد قادیانیت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، کذبات مرزا، رد عیسائیت اور ہندومت پر لیکچر دیے۔ مرکز الفاروق وڈالہ سندھواں کے سربراہ مولانا علامہ احسان اللہ فاروقی، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا حافظ سید اسامہ بن زید، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری اسکول گکھڑ کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ پروفیسر علامہ قاری بشیر الابراہیمی، دارالعلوم ختم نبوت ہاشمی کالونی کے صدر مدرس، مولانا قاری محمد عمران صدیقی نے بھی لیکچر دیے۔ ۱۳۹ طلبا نے باقاعدہ امتحان دیا، جس میں سے درج ذیل نے پوزیشن حاصل کیں: محمد عمر ولد محمد مزمل اوّل، محمد عدنان ولد محمد اسلم دوم، محمد احتشام ولد داور حسین، ریحان احمد خان ولد ظفر احمد خان، حافظ محمد مبین امجد ولد امجد پرویز نے تیسری پوزیشن حاصل کی، وسیم خان، محمد یاسر سہیل، اورنگزیب، عمر جنید، محمد سعد الماس، محمد شکیب اور ایاز محمود نے خصوصی انعامات حاصل کیے۔ تمام شرکاء کو سرٹیفکیٹ دیے گئے، بھائی عبدالرحمن نے تمام طلبا کو کتب کا تحفہ دیا۔ اختتامی تقریب جس کی صدارت ضلعی نائب ناظم حاجی جمال حسن مغ نے کی، جبکہ پنجاب یونیورسٹی اور ٹیکنیکل کالج لاہور کے پروفیسر عبدالماجد اور نیشنل سائنس کالج کے پرنسپل پروفیسر حافظ محمد ارشد مہمان خصوصی تھے۔ تقریب سے پروفیسر علامہ محمد منیر کھوکھر، مولانا محمد عارف شامی، قاری محمد یوسف عثمانی، الحاج عثمان عمر ہاشمی، پروفیسر حافظ محمد انور، سید احمد حسین زید، عبدالرؤف گھمن، مولانا قاری محمد عمران صدیقی، اسعد اقبال اور دیگر نے خطاب کیا۔ انعامات دینے والوں میں محترم حافظ محمد ثاقب، محمد امان اللہ قادری، پروفیسر عبدالماجد، پروفیسر حافظ محمد ارشد، حاجی جمال حسن مغ اور دیگر شامل تھے۔ آخری امتحان کی نگرانی آفتاب احمد ملک، میاں محمد رمضان، رفاقت حسین سندھو، قاری محمد زید شاہد، سید احمد حسین زید، مولانا محمد عارف شامی، حافظ محمد الیاس قادری، سبحان علی، نعمان سیف، طاہر سعید، عثمان علی، عمر عزیز اور نعمان ایوب نے کی۔ الحاج عثمان عمر ہاشمی اور بھائی عبدالرحمن نے امتحانی عمل کا جائزہ لیا۔

حکومت امتناع قادیانیت ایکٹ پر نیک نیتی سے موثر عملدرآمد کرے: علماء کرام

کوئٹہ (پ ر) قانون تحفظ ناموس رسالت کے خلاف حکمرانوں، مقتدر حلقوں اور این جی اوز کی مہم کا نوٹس لیتے ہوئے اس موقف کو مسترد کیا گیا کہ اس قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے، لہٰذا اس کو ختم کر دینا چاہیے۔ ان خیالات کا اظہار علماء کرام نے یوم تحفظ ختم نبوت (یوم تشکر) کے موقع پر مختلف اجتماعات میں کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی اپیل پر صوبہ بھر میں یوم تحفظ ختم نبوت منایا گیا، صوبہ کے مختلف شہروں اور مقامات پر اجتماعات منعقد ہوئے، جس میں علماء نے شہدائے ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ مسلمان اس عہد کی تجدید کرتے ہیں کہ کفر وارتداد کو اسلام کے نام پر متعارف کرانے والے قادیانی گروہ کی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کرتے رہیں گے اور شہداء کے مشن کی تکمیل کریں گے۔ جامع مسجد مرکزی میں مولانا انوار الحق حقانی اور جامع مسجد قندھاری میں مولانا عبدالواحد اور جامع مسجد شہری میں مولانا قاری عبداللہ منیر نے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۷ ستمبر کا دن مسلمانوں کے لئے خصوصی طور پر اور دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی دن ہے جس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت کا برملا اور متفقہ اعلان کرتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام سے خارج قرار دے دیا تو قومی اسمبلی نے جمہوری

طریقے سے یہ بل پاس کیا، انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی اصل اور اساس ہے، ختم نبوت کا منکر بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا یادگار اور تاریخی فیصلہ مسلمانوں کی طویل جدوجہد کا حاصل ہے ۹۰ سالہ جدوجہد میں سینکڑوں علماء کرام اور لاکھوں مسلمان پابند سلاسل ہوئے اور ہزاروں مسلمانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لئے جانیں نچھاور کیں اور ایک طویل پرامن تحریک کے ذریعے شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا دفاع کیا۔ انہوں نے کہا کہ حال ہی میں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے ملک میں بسنے والی اقلیتوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے ہدایت کی ہے حکومت توہین رسالت کے قانون کا از سر نو جائزہ لے اور قانون کے ناجائز استعمال کے سدباب کے لئے فوری اقدام کرے اور وزیر تعلیم بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے نصاب تعلیم میں نئے باب کا اضافہ کرے، علماء نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود مسلمان تحفظ ناموس رسالت کے قوانین کی تبدیلی ہرگز برداشت نہیں کریں گے، بلکہ حکومت امتناع قادیانیت ایکٹ پر نیک نیتی سے موثر عملدرآمد کرے۔ جامعہ اسلامیہ مطلع العلوم میں شیخ الحدیث مولانا غلام غوث آربانوی، جامع مسجد سراج میں مفتی محمد شفیع نیاز، جامع مسجد عمر میں مولانا محمد یوسف نقشبندی اور جامع مسجد نورانی میں مولانا نورالدین ہاشمی نے خطاب کیا، علماء نے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر عملدرآمد کرائے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرے۔ جامعہ اسلامیہ ضیاء القرآن جامع مسجد گول میں بعد نماز ظہر ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی نے کہا کہ مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، کیونکہ عالم کفر کی خواہش ہے کہ پاکستان کے دستور میں اسلامی دفعات بالخصوص امتناع قادیانیت آرڈی نینس اور شاتم رسول کی سزائے موت کی آئینی ترمیمات ختم کردی جائیں لیکن مسلمان اس قسم کی سازش کو اپنی قوت ایمان سے ناکام بنائیں گے، آج سے ۳۶ سال قبل قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ سارقین ختم نبوت کی حرکتوں پر کڑی نگاہ رکھیں۔ دریں اثناء شہر کی بیشتر مساجد میں شہدائے ختم نبوت کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

کارگزاری رمضان حلقہ میٹروول سائٹ

کراچی (رپورٹ: ابراہیم حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کی طرف سے ختم نبوت کے فروغ اور رد قادیانیت کے لئے جو ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں وہ بحسن وخوبی نبھائی جاتی رہیں۔ ختم نبوت کے حوالے سے بعض نئے کام بھی رمضان کے مبارک مہینے میں شروع کئے گئے جو عام مہینوں میں سرانجام نہیں دیئے جاتے تھے۔ رمضان المبارک سے قبل خصوصی اجلاس بلوایا گیا جس میں قادیانیوں کی شرانگیزیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ کا لائحہ عمل اور مختلف امور طے پائے۔ احباب کے مشوروں سے اسی کو بطریق احسن روبہ عمل لایا گیا، ہم ذیل کی سطور میں نمبرواران کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اجلاس میں ہر ساتھی کے ذمہ ایک ایک مسجد میں پمفلٹ کی تقسیم سونپی گئی، ختم نبوت کے مختلف پمفلٹ کی تقسیم کا طریق کار یہ طے پایا تھا کہ پہلے امام صاحب سے پمفلٹ کی تقسیم کی اجازت اور اس کے لئے باقاعدہ اعلان کی درخواست کی جاتی۔ خطبہ کے بعد امام صاحب اعلان فرماتے، نماز جمعہ کے بعد ایک دروازے پر دو دو ساتھی پمفلٹ کی تقسیم کے لئے کھڑے کئے جاتے، کوشش کی جاتی کہ کوئی شخص خالی ہاتھ نہ جائے الحمدللہ! ساتھیوں نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے بڑھ چڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لیا۔ میٹروول سائٹ کراچی کے علاقے میں کل سولہ مساجد واقع ہیں۔ پانچ رمضان المبارک بروز جمعہ میٹروول سائٹ سیکٹر ۳ میں واقع طیبہ مسجد میں ختم نبوت لٹریچر بھائی عابد، فیض ربانی، عبدالحفیظ نے تقسیم کیا۔ مسجد کے امام مولانا شفیق الرحمن نے پمفلٹ کے حوالہ سے اعلان کیا اور ہر نمازی کو پمفلٹ ساتھ لے جانے کی ہدایت کی۔ طیبہ مسجد میں نمازیوں کی تعداد اندازاً بارہ سو کے لگ بھگ ہوگی۔ ۱۳ رمضان المبارک کو میٹروول سیکٹر ۲ میں واقع مسجد قبا میں بھائی عابد، فیض ربانی، عبدالحفیظ نے پمفلٹ تقسیم کیا، مسجد کے امام قاری سلیم ہیں۔ قبا مسجد میں نمازیوں کی تعداد دو ہزار کے قریب ہوگی، اسی دن میٹروول سیکٹر ۳ میں واقع شاہی مسجد میں محمد ابراہیم اور سجاد احمد نے پمفلٹ تقسیم کیا۔ شاہی مسجد میں نمازیوں کی تعداد پانچ سو ہوگی۔ ۱۳ رمضان المبارک ہی کو میٹروول سیکٹر ۵ میں واقع مسجد اللہ اکبر میں محمد عاصم اور ابوبکر نے پمفلٹ تقسیم کیا۔ مسجد کے امام مولانا اقبال حسین نے بھی تعاون کیا۔ ۲۰ رمضان المبارک میٹروول میں واقع جامع مسجد فاطمہ میں محمد نصیر، رضوان، ندیم، سراج الحق اور بھائی عابد نے پمفلٹ تقسیم کیا۔ مسجد کے امام مولانا مفتی کمال الدین انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آئے اور اعلان کیا۔ مسجد فاطمہ میں تعداد مصلین تقریباً اٹھارہ سو ہوگی، اسی جمعہ کو میٹروول سیکٹر ۱ میں واقع فاروق اعظم مسجد میں محمد عاصم محمد بھائی، حافظ ریحان، ابو ہریرہ، ظہیر گل، جواد، ابوبکر، ادریس برادران نے پمفلٹ تقسیم کرنیکا کام سرانجام دیا مسجد کے امام مولانا خان محمد نے اعلان فرما کر ممنون کیا۔ جمعہ کو میٹروول سیکٹر ۱ میں واقع علی مسجد میں حسن زیب، راقم الحروف

نے پمفلٹ تقسیم کرنے کی ذمہ داری سنبھالی تھی۔ مسجد کے امام مولانا رشید نے تعاون کیا۔ مسجد علی کے نمازی تین سو کی تعداد میں ہوں گے۔ چار ماہ سے ہفت روزہ ختم نبوت کا اجراء میٹرو ول سائٹ کے علاقہ میں عمل میں لایا گیا۔ رمضان میں بھی یہ سلسلہ بدستور جاری رہا، میٹرو ول سائٹ ختم نبوت کے سرگرم عالم دین مولانا مشتاق نے ہفت روزہ ختم نبوت کی تقسیم اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ مولانا کی کاوشیں رنگ لا رہی ہیں۔ رسالوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے پچیس تک پہنچ چکی ہے، جس سے قارئین ختم نبوت کی تعداد میں کافی اضافہ ہو رہا ہے۔ مساجد میں بیانات معاشرہ کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عوام کی ذہن سازی کافی حد تک یہیں سے ہوتی ہے۔ باطل قادیانی گروہ کہیں پر پھیلا رہا ہو تو خطباء مساجد کی توجہ اس طرف دلائی جاتی ہے۔ جس کی برکت سے ظلمت قادیانیت کی روک تھام ہو جاتی ہے، اسی فلسفہ کو مدنظر رکھتے ہوئے فاروق اعظم میٹرو ول سیکٹر ۲ میں مولانا قاضی احسان احمد کا بیان رکھا گیا تھا۔ قاضی صاحب بڑی سادگی سے اپنی ہی گاڑی میں دفتر کے چند احباب کے ہمراہ تشریف لائے۔ ولولہ انگیز خطاب فرما کر بغیر افطاری کئے واپسی کے لئے رخت سفر باندھا۔ ساتھیوں نے افطار اپنے ہاں کرنے پر اصرار کیا تو قاضی صاحب نے ڈائری آگے کی جس میں افطار شادمان ٹاؤن کرنے کا لکھا گیا تھا، ساتھیوں کی بے پناہ محبت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے الوداع کہہ کر تشریف لے گئے۔ ختم نبوت کا عظیم کام کسی فرد کا ذاتی نہیں بلکہ ناموس وتقدس رسالت پر آنچ نہ آنے کا نام تحفظ ختم نبوت ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ ختم نبوت کے بیت المال کو مضبوط کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ ساتھیوں نے چند مساجد میں ختم نبوت کے لئے چندہ جمع کیا، جس میں صدقات، زکوۃ، عطیات اور فطرہ شامل تھا۔ رمضان کے مبارک مہینہ میں میٹرو ول سائٹ کے ساتھیوں نے روزہ اور گرمی کی پرواہ کئے بغیر ختم نبوت کے عظیم مشن کو پہلے سے زیادہ احسن طریقے سے سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کی قربانیاں قبول فرمائے۔ آمین

اهل خیر کے دست سخاکی منتظر!

جامعہ نعمت الرحیم حسین آگاہی، ملتان

جو اللہ تعالیٰ کے منتخب اور محبوب بندے حضرت شیخ القراء مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ کی یادگار ہے۔

یہ ادارہ جس عمارت میں قائم ہے اس کی خستگی اور بوسیدگی تعمیر جدید کا تقاضا رکھتی ہے

اور کسی دستِ سخا کی منتظر ہے، پہلی منزل کا تخمینہ لاگت پندرہ لاکھ (15,00,000) روپے ہے

کہاں ہیں وہ نیک بخت! جو خیرات، عطیات، صدقات اور زکوٰۃ کی صورت میں قرآن مجید کی تعلیم واشاعت میں زیادہ سے زیادہ مالی تعاون کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کی پیروی اور ان سے نسبت کا شرف حاصل کریں اور اپنے ہر مالی تعاون پر کثیر اجر وثواب پائیں۔

امید ہی نہیں یقین ہے کہ آپ بحیثیت مسلمان وصاحب ایمان، اس سعادتِ عظمیٰ کے حصول کی خواہش رکھتے ہوں گے۔ زندگی کے لمحات کو غنیمت سمجھیں اور خیرات، صدقات وزکوٰۃ کی صورت میں مالی تعاون کے لئے جلد از جلد رابطہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے اس ادارے سمیت تمام دینی اداروں کے منتظمین، متعلقین، مدرسین ومعاونین کے لئے استقامت وقبولیت کی دعا فرماتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

ترسیل زر کا پتہ: قاری عبدالرحمن رحیمی، مہتمم جامعہ نعمت الرحیم، عقب رحیم سینٹر حسین آگاہی، ملتان

اکاؤنٹ نمبر 212462 نیشنل بینک سٹی برانچ چوک حسین آگاہی، ملتان فون: 061-454703، سیل: 0334-9637915

جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا خوبصورت ماڈل.....
آیئے .. اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402 0321-2277304
ARCH VISION PLUS

سلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

زیرِ صدارت

حضرت مولانا مخدوم المشائخ، قطب الاقطاب خواجہ خواجگان

خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ

مہمانِ خصوصی

استاذ المحدثین حضرت مولانا

ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب دامت برکاتہم

نائب امیر مرکزیہ

سالانہ عظیم الشان 28 ویں دو روزہ

ختمِ نبوۃ کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ **15 - 16** اکتوبر **2009** جمعرات جمعۃ المبارک

عنوانات

توحیدِ باری تعالیٰ

سیرتِ خاتم الانبیاء

مسئلہ ختمِ نبوۃ

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

عظمتِ صحابہؓ و اہلِ بیت

اتحادِ اُمت

اور ردِّ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان: 061-4514122

چناب نگر: 047-6212611